کہہ دیجیے ان سے کہ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (القرآن)

حقوق مصطفیٰ ﷺ

کی تعلیمی اداروں میں تعلیم و اشاعت

مصنف: حافظ عتیق الرحمان گورچانی (ایم فل اسلامیات)

مدیر: جامعہ اصحاب صفہ ڈیرہ غازیخان

فاضل: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ووفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد

منتظم: وحدانی نظام تعلیم فورم پاکستان

نام کتاب: حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمی اداروں میں تعلیم و اشاعت

(قاضی عیاض مالکیؒ کی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰؐ" کی روشنی میں)

مصنف: حافظ عتیق الرحمٰن گورچانی (ایم فل اسلامیات)

مدیر: جامعہ اصحابِ صفہؓ ڈیرہ غازیخان

منتظم: وحدانی نظام تعلیم فورم پاکستان

رابطہ نمبر: 03135265617

اشاعت اول: جنوری 2024ء

ای میل: atiqurrehman001@gmail.com

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فہرست عنوانات

انتساب

اس ذات عالی کے نام جس کی تربیت سے رہزن رہبر بن گئے۔۔۔۔

جس نے بجھے دلوں کو روشن کر دیا۔۔۔۔

جس نے یتیم و بے سہارا، خواتین و سماج کے کمزور طبقوں کو انمٹ حقوق دلوائے۔۔۔

جس سے ہر صاحب ایمان یوم حساب میں سفارش و شفاعت کا متمنی ہے

اور آپؐ کے دست اقدس سے جام کوثر پینے کا مشتاق بھی۔

پیش لفظ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل و کرم اور احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں اس نبی رحمتؐ کا امتی بنایا جس کے امتی بننے کی تمنا انبیاء علیہم السلام فرماتے رہے۔ حضور سرور کونین، امام الانبیاء اور خاتم المعصومینؐ کی نبوت ورسالت عالمی و آفاقی ہے اور آپؐ کی رحمت للعالمینی کی بدولت رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر امت ہی نہیں فرمایا بلکہ انبیاء ورسل کے فریضہ دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری بھی قیامت تک کیلئے اہل اسلام پر عائد کر دی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور رسول اللہؐ کی حیات طیبہ سے رہبری ورہنمائی حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کریں۔

قرآن کریم میں اس امر کی تاکید جابجا موجود ہے کہ رسول اللہؐ کی اطاعت و پیروی کی جائے اور آپؐ کے اسوہ حسنہ کو مسلمان اپنالیں۔ لازم ہے کہ نونہالان اسلام کو نبی آخرالزمان اور خاتم النبیینؐ کے حقوق سے آگاہ و واقف کرایا جائے۔ تاکہ ان نوجوانوں میں آپؐ کی ذات طیبہ اور آپؐ سے وابستہ ہر شئ کا قلب و جان سے احترام کا جذبہ پیدا ہو پائے۔

سوء اتفاق کہیے یا تغافل پسندی کہ ملک میں موجود اکثر تعلیمی اداروں میں محبوب خداؐ کی سیرت و حیات مبارکہ کی تعلیم و تربیت کا اہتمام نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگرچہ اسلامیات کے مضامین میں سیرت طیبہ اور اخلاق رسولؐ کو شامل کر دیا گیا ہے مگر اس کی تعلیم کا علمی و عملی حق ادا نہیں کیا جاتا اس میں فقط مضمون کو پاس کرنے کی تیاری پر توجہ مرکوز ہوتی ہے۔ جب کہ اہل اسلام پر لازم ہے کہ پیغمبر اسلامؐ اور آپؐ

سے منسلک و مرتبط اشیاء و شخصیات اور منسوب مقامات مقدس کے احترام کا عملی درس دیا جائے اور فقط کلمہ اسلام اور رسول اللہ ؐ کی ختم نبوت پر بغیر عمل کے ایمان کی عدم قبولیت سے نسل نو کو واقف کرانا بھی ضروری ہے جس کا اہتمام مفقود ہے۔ الا ماشاء اللہ

اس اہم ضرورت کے پیش نظر راقم نے اسکول و کالج اور مدارس دینیہ کے طلبہ کو نبی رحمت ؐ کے حقوق سے واقف کرنے کی خاطر ایک مقالہ الکرم انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ بھیرہ میں عالمی سیرت کانفرنس ۲۰۲۲ء میں مقالہ لکھا تھا جس کی تیاری میں مشہور سیرت نگار اور صوفی بزرگ و فقیہ ابوالفضل عیاض بن موسی مالکی مشہور بہ "قاضی عیاض" کی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ" سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ اب اس مقالہ کو مناسب ترامیم کے بعد ایک کتاب کی صورت میں ترتیب دیدیا ہے۔

امید کرتا ہوں کہ اہل علم، ارباب فکر و دانش بالخصوص منتظمین مکاتب تعلیم اور والدین اس کوشش سے خوب استفادہ کرینگے۔ اور اپنے زیر تربیت طلبہ و طالبات کے قلوب و اذہان میں محبت و اتباع رسول ؐ کے جذبہ کو پروان چڑھانے کی سعی و کوشش کرینگے۔ ان شاء اللہ

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت راقم اور اس کے متعلقین والدین و اساتذہ اور معاونین و محبین جامعہ اصحاب صفہ ڈیرہ غازی خان کے حق میں ضرور دعا کر دیجیے گا اور اس کتاب میں لفظی و حوالہ جاتی اور معلومات کی غلطی کی نشاندہی پر راقم ان کا بے حد مشکور و ممنون ہو گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

عتیق الرحمان بن عبدالحلیم گورچانی

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله الاكرم الذي خلق الانسان وكرم وعلمه من البيان مالم يعلم.فسبحانه لايحصي امتنانه باللسان ولا بالقلم.....واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله....الذي اوتي جوامع الكلم وكر ائم الحكم ومكارم الشيم...صلي الله عليه وسلم وعلي اله واصحابه نجوم الطريق الامم.اما بعد

رسول مکرم پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے صدقہ و طفیل سے اللہ جل شانہ نے ہمیں دین اسلام کی دولت سے فیضیاب فرمایا ہے۔ اللہ کے محبوب پیغمبرؐ کی جانب سے امت مسلمہ کو دائمی و ابدی راحت و تسکین کے حصول سے متعلق قرآن و سنت پر مضبوطی و پختگی کے ساتھ وابستہ رہنے کا حکم جاری ہوا ۔ جناب رسول کریمؐ کی ذات بابرکات تاابد انسانوں کے لئے نمونہ ورول ماڈل ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے آنحضرتؐ کی حیات سعید کو اسوہ حسنہ کے طور پر اعلیٰ و ارفع مقام پر فیض فرمایا ہے۔" لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "(سورۃ الاحزاب /21) آپؐ کو خلق عظیم کا پیکر قرار دیا گیا۔" وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ "(سورۃ القلم /4) آپ کی نبوت و رسالت جن و انس، دنیا و آخرت، شجر و حجر سب کے لئے رحمت کا منبع ہے" وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "(سورۃ الانبیاء /107)۔ اہل ایمان سے تقاضہ و مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ آپؐ پر ایمان لائیں، آپؐ کی عزت و عظمت اور توقیر کریں صرف یہی نہیں بلکہ آپؐ کی نصرت و اتباع اور اطاعت بھی لازم قرار دی

گئی ہے۔"الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ"(سورۃ الاعراف/157)

اسی طرح کتب احادیث وسیر اور مغازی میں بھی آقائے دوعالمؐ کے فضائل و مناقب اور آپؐ کے اقوال و افعال اور تقریر سبھی کو مفصل انداز سے بیان کیا گیاہے، کیونکہ سرور کونین رسولؐ کے بعد اب دنیامیں کسی نبی ورسول نے مبعوث نہیں ہونا۔" مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"(سورۃ الاحزاب/40)۔ چنانچہ بہت سے اہل علم وفضل اور سلف صالحین نے امت مسلمہ کے ربط و تعلق کو ہادی عالم سے استقرار و دوام بخشنے کے لئے اپنے ادوار میں حسب استطاعت قلم کو جنبش دی۔ انہی میں سے ایک ابوالفضل قاضی عیاض مالکیؒ بھی ہیں۔ انہوں نے پانچویں صدی ہجری میں رسول اللہؐ سے اظہار محبت کی خاطر ایک کتاب تالیف کی جس کانام انہوں نے "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ" رکھا۔

مبحث اول: مطالعہ سیرت کی ضرورت واہمیت

مبحث دوم: سکول ،کالج، مدارس دینیہ اور جامعات میں حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و اشاعت کا جائزہ

مبحث سوم: قرآن وسنت اور کتاب الشفاء کی روشنی میں حقوق مصطفیٰ ﷺ

مبحث اول:

مطالعہ سیرت کی ضرورت واہمیت

تاریخ انسانی گواہ ہے کہ اس نے بہت سے بلند مقام ومرتبہ کی حامل شخصیات کواپنے سینہ میں محفوظ کرر کھا ہے جو عظمت ورفعت اور عبقریت کے اعتبار سے بے مثل وبے مثال تھے۔ان کی فکر و نظر اور فلسفہ نے کائنات کے گوشہ گوشہ کو منور و معطر کیا۔ایسی شخصیات کا تعلق یا تو وحی ربانی والہام الٰہی کے فیض سے مستفید ہونے کا نشان ملتاہے یا ان کی جبلت و سرشت میں ایسے اوصاف حمیدہ مضمر ہوتے ہیں اس کے ساتھ وہ بحث و تمحیص، تحقیق و تفتیش کے جوہر نایاب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انسانیت کی رہبری ورہنمائی کا سامان کرتے ہیں۔

انہی صفات و امتیازات سے ایک وہ ہستی بھی متصف ہے جو عزم ویقین کا پیکر بنی، جس نے انتخاب خداوندی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی 63 سالہ زندگی میں پلک جھپکنے کے برابر بھی منصب نبوت و مقام رسالت کے فریضہ کی ادائیگی میں پہلو تہی کا تصور بھی نہیں کیا۔یہ وہ باکمال وبے مثال شخصیت ہستی ہیں جن کو علامہ اقبالؒ نے دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل قراردیا، آپؐ وجہ تخلیق کائنات ہیں، دعائے خلیل کا ثمر ہیں، حضرت عیسیٰؑ کی بشارت، رحمت للعالمین پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰؐ کی ذات بابرکات ہیں۔آپؐ کی نبوت و رسالت حدود ارضی، مخلوقات کلہ پر محیط تھی کہ شجر و

حجر، شمس و قمر، لیل و نہار، انسان و جن، نباتات و جمادات اور فرشتے، مسلم و غیر مسلم، محب و عدو الغرض سب کی سب خلق خدا آنحضرتؐ کے اثر بلیغ سے بہرور ہوئی ہیں۔ اس طرح کی عالمگیر و جامع شخصیت کوئی بھی اللہ تعالیٰ نے بجز آپؐ کے پیدا نہیں کی کہ اس کا فیض اس قدر زیادہ پر تاثیر و اثر انگیز اور حدود و قیود سے ماوراہو۔ یونہی نہیں قرآن کریم نے آپؐ کو رہنماو آئیڈیل قرار دیا "لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ "[1] اور آپؐ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر اورداعی و سراج منیر قرار دیا" یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ، وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا "[2]، آپؐ کو خلق عظیم کا پیکر ہونے کا خطاب بھی ملا" وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ "[3]۔

یہی وجہ ہے کہ آقائے دوعالم، سرور کون ومکاںؐ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ محفوظ ہے کہ آپؐ کی جلوت و خلوت، آپؐ کا سفر و حضر، آپؐ کی عبادت و ریاضت، آپؐ کے بحیثیت خاوند، بحیثیت باپ، بحیثیت حاکم، بحیثیت پیغمبر، بحیثیت سپہ سالار، بحیثیت رفیق و صدیق، آپؐ کے اقوال و افعال اور تقریر سبھی کچھ کو صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ازواج النبیؐ و بنات النبیؐ نے کتب احادیث اور سیرت و مغازی میں ضبط و محفوظ کر دیا۔

1۔ القرآن، سورۃ الاحزاب:33/21

2۔ القران، سورۃ الاحزاب:33/45-46

3۔ القرآن، سورۃ القلم:68/4

اسی بناپر 14 سوسال گزر جانے کے باوجود ہر دور میں اصحاب علم و فضل آنحضرتؐ کی سیرت و کردار کو بیان کرنے سے عاجز نہیں ہو سکے بلکہ ہر دور کے تقاضے و ضرورت اور درپیش چیلنجز و مسائل کے حل کے لئے نبی رحمتؐ کے در اقدس سے خوشہ چینی کرنے میں مصروف عمل پائے جاتے ہیں۔ زمان ومکان کی حد بندی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں کہ رسول معظمؐ کی سیرت و کردار سے مستغنی ہونے کا تصور بھی کیا جاسکے۔ چنانچہ آج 15 ویں صدی ہجری اور 21 ویں صد عیسوی میں عالم انسانیت کو بالعموم اور ملت اسلامیہ کو بالخصوص سیرت النبیؐ سے وسعت نظر و عمق نظر سے مطالعہ کرنے اور اس سے رہنمائی لینے کی ضرورت ہے۔ آپؐ کی سیرت و کردار سے بے پروائی و دوری اختیار کرکے کوئی بھی فرد بشر دائمی راحت و بخشش کا سامان حاصل کر نہیں سکتا۔

مطالعہ سیرت پر ایک نظر

سیرت النبیؐ کے مطالعہ سے کوئی مسلمان پہلو تہی نہیں کر سکتااور نہ ہی آنحضرتؐ کی سیرت و کردار کا مطالعہ صرف علمی موشگافی و بالادستی ثابت کرنے کی اجازت کا پروانہ ہے بلکہ رسول مکرمؐ کی سیرت کا تذکرہ کرتے وقت اس امر کو ملحوظ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے کہ اس کا حکم خود خالق کائنات نے دیاہے اور رسول اللہؐ کی حیات سعید کا مطالعہ کرکے اہم ترین دینی و شرعی تقاضے کی تکمیل کرنے کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ بھی قلب و ذہن میں موجزن ہونا چاہیے۔اس امر کو سمجھنے کے لئے ذیلی نکات اہمیت کے حامل ہیں۔

بہترین عمل

سیرت طیبہ چونکہ قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے اور یہ اسلام کا دائمی معجزہ بھی ہے کہ قرآن کریم کا نزول رسول اللہؐ کی ذات بابرکات پر ہوا تو اس کی تشریح و توضیح اور تفسیر کا اساسی و بنیادی حق بھی آنحضرتؐ ہی کو حاصل ہوا۔ حضرت عائشہؓ سے جب آپؐ کے اخلاق سے متعلق استفسار کیا گیا کہ تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ " **كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ** "[4] گویا ایک قرآن جلد و سینوں میں محفوظ ہے تو ایک اس کا عملی مظہر رسول اللہؐ کی شکل میں مکہ و مدینہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ " **وَلَا يَخْلُقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهُ** "[5] یعنی قرآن کریم کے اسرار و رموز اور عجائب ابدی و آفاقی اور ناختم ہونے والے ہیں تو اس سے ظاہر ہوا کہ رسول اللہؐ جو قرآن کی عملی تعبیر و تفسیر ہیں ان کے معجزات کے بارے میں کون بدبخت متشکک ہو سکتا ہے۔ گویا ثابت یہ ہوا کہ یوم حساب تک قرآن کریم کی تلاوت و حفاظت کی طرح نبی مکرمؐ کی حیات مبارکہ بھی مسلمانوں کے یہاں زندہ و جاوید کردار کی صورت میں قائم و دائم رہے گی۔

---

[4]۔ مسند احمد، امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر 25108

[5]۔ سنن ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، حدیث نمبر 2906

ایمان کا تقاضہ

اللہ جل شانہ نے کلام حکیم میں اہل اسلام پر واضح کر دیا ہے کہ مجھ (اللہ جل جلالہ) پر ایمان لانے کے ساتھ میرے محبوب پیغمبرؐ پر بھی ایمان لانا ہر فرد پر پر لازم ہے۔ صرف ایمان ہی لانے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپؐ کی سیرت و کردار کی مکمل پیروی کا بھی ساتھ میں حکم دیا ہے کہ اس کے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی۔ ارشاد ربانی ہے" فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ "[6]

اتباع نبویؐ ہی کی طرح اطاعت رسولؐ کا بھی حکم قرآن کریم نے جابجا دیا ہے۔ حکم ربانی ہے کہ" قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ "[7] اور پھر یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ شافعی محشر و ساقی کوثرؐ کے حکم و فیصلہ کے بعد اس سے منہ موڑنا بہت ہی نکبت و رسوائی کی بات ہے۔" وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا "[8] ترجمہ "اور جو کوئی بھی ہدایت کے کھل جانے کے بعد بھی رسول خداؐ کی حکم

---

[6] ۔القرآن، سورۃ الاعراف:7/158

[7] ۔القرآن، سورۃ النور:24/54

[8] ۔القرآن، سورۃ النساء:4/115

عدولی کرے اور مومنوں کے راستے کو ترک کر دے ہم اسکو اسی طرف پھیر دینگے جس جانب وہ پھرا اور پھر اس کو دوزخ میں پھینک دینگے اور وہ بہت بری جگہ ہے رہنے کی"

مسلمان اسی وقت اپنے تن من دھن سے زیادہ رسول اللہؐ کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کر سکتا ہے جب اس کو آپؐ کے قول و فعل اور عمل سے متعلق کماحقہ آگہی و معرفت حاصل ہو۔

قرآن فہمی اور سیرت

مسلمہ امر ہے کہ اسلامی شریعت کا اساسی و پہلا ماخذ کتاب حکیم ہے جس میں نوع بشر کی زندگی کے جمیع نواحی سے متعلق رہنمائی موجود ہے کہ انسان کس طرح قرآن کریم کے بیان کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہو کر دائمی و ابدی مسرت و شادمانی کو پا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے کائنات میں بسنے والے سبھی انسان اور بالخصوص مسلمان کے لئے لاینفک ہے کہ وہ قرآن حکیم پر ایمان و ایقان اور تلاوت آیات بینات کے ساتھ اس کا لب لباب اور مقتضائے ربانی کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو۔ یہ امر اس وقت تک متحقق نہیں ہو سکتا جب تک انسان اللہ جل شانہ کے کلام و کتاب کے مصداق اول یعنی نبی رحمتؐ کی ذات والاصفات سے رہبری ورہنمائی حاصل نہ کرتے کیونکہ قرآن کے مجمل و مفصل، محکم و متشابہ، عام و خاص، شان نزول و ناسخ و منسوخ، امر و نہی اور حکم ربانی اور علم و معرفت کے عمیق دریچے میں پوشیدہ اسرار و رموز سب کی معرفت آنحضرتؐ کی سیرت و تعلیمات سے استفادہ کے بنا ممکن ہی نہیں کیونکہ قرآن میں ارشاد خداوندی ہے

کہ " بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِؕ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ "[9]۔ترجمہ: (ہم نے)روشن دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ (رسولوں کو بھیجا) اور اے حبیب! ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن نازل فرمایا تاکہ تم لوگوں سے وہ بیان کردو جو اُن کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

جامعیت سے معمور زندگی

ہادی عالمؐ کی سیرت و زندگی کا مطالعہ کرنے والا کوئی بھی منصف مزاج کسی بھی محل و مقام پر جھول و کجی کو محسوس نہیں کرتا۔ آقائے نامدارؐ کی شخصیت کو ہر ایک اور ہر زمانہ کے لئے رہبر و رہنما کی حیثیت سے معمور پاتا ہے اور آنحضرتؐ انفرادی و اجتماعی ہر لحاظ سے محبت و عظمت کے مظہر معلوم ہوتے ہیں۔ آپؐ بچپن سے لڑکپن، جوانی سے پیری، قبل از نبوت اور بعد از نبوت سبھی احوال میں صدق و امانت کے پیکر نظر آتے ہیں کہ آپؐ کے اعلان نبوت کے بعد اپنے و بیگانے سبھی لوگ جان کے درپے ہو جاتے ہیں تاہم پھر بھی اہم موقع پر فیصل آپ ہی کو بنانے میں عافیت سمجھتے ہیں کہ آپؐ عدل و انصاف کا فیصلہ فرمائیں گے جیسے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر قبائل عرب میں جنگ کی صورتحال پیدا ہونے کے خطرہ کو حکمت و بصیرت کے ساتھ رفع کیا اور پھر اعلان نبوت کے بعد آپؐ پر ابتلاو آزمائش کے بے پناہ مظالم ڈھائے گئے مگر مشرکین مکہ نے اپنی امانتوں کا امین آپؐ کو ہی بنایا ہو تھا۔ یہی وجہ

---

[9]۔ القرآن، سورۃ النحل:16/ 44

ہے کہ معروف فارسی شاعر عبد الرحمٰن جامی نے بجا طور پر کہا ہے کہ انبیاء ورسل کی تمام ترصفات متمیزہ صرف ایک محمد عربیؐ کی ذات میں جمع ہو چکی ہے۔

حسن یوسف، دم عیسی، ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ: حضرت یوسفؑ کا حسن، حضرت عیسیٰؑ کا خون، حضرت موسیٰؑ کا سفید ہاتھ رکھنے کا معجزہ، یہ سبھی معجزات وصفات انبیاء جن کے حامل ہیں سب کے سب آپؐ کی شخصیت میں جمع ہو گئی ہیں۔

اطاعت رسولؐ سعادت

اللہ تعالیٰ کی سنت سے آشنائی اطاعت رسولؐ کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جب کبھی کسی قوم نے اللہ کے بھیجے گئے پیغمبر ورسولؐ کی اطاعت کی تو ان کو دنیا و عقبیٰ دونوں کی سعادت مندی میسر آئی اور جس قوم نے حکم الٰہی اور اسوہ نبی کو ترک کر دیا تو ذلت ورسوائی اس قوم کا مقدر ٹھہری۔ ارشاد باری جل وعلاہے "يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ "[10] ترجمہ "اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول اللہؐ کے کہے پر عمل کرو، جبکہ رسول اللہؐ تم کو تمہاری حیات سعید کی

[10]۔ القرآن، سورۃ الانفال: 8/24

طرف بلاتے ہیں"اور سنت رسول خدا سے روگردانی کرنے والوں کو عقاب الیم سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

عمل تشکیک کا خاتمہ

علم و معرفت کے دو اساسی ذرائع ہیں ایک کتاب خداوندی اور دوسرا سنت رسول اللہؐ، قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے پیش قدمی نہ کرو" يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"[11] اور اللہ جل شانہ نے یہ بھی حکم دیا کہ جس امر میں تم لوگ باہم مختلف ہو جاؤ اور جھگڑا کرنے لگو تو اس کو اللہ اور رسول اللہؐ کی تعلیمات کے ذریعہ حل کرو" فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ"[12] قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اللہ کا رسولؐ لوگوں میں سے مبعوث ہوئے اور آیات کی تلاوت فرماتے ہیں اور تزکیہ و اصلاح کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ " هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ "[13]۔ کتاب کا لفظ توصاف طور پر قرآن حکیم پر دلالت کرتا ہے تاہم اہل علم نے بیان کیا ہے کہ قرآن میں

---

[11]۔ القرآن، سورۃ الحجرات: 1/49

[12]۔ القرآن، سورۃ النساء: 59/4

[13]۔ القرآن، سورۃ الجمعہ: 2/62

تذکرہ رسولؐ کے ساتھ جہاں کہیں حکمت کا لفظ مستعمل ہوا ہے اس سے مراد سنت و حدیث رسولؐ ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمادیا تھا کہ میری امت اس وقت تک گمراہ نہیں ہوگی جب تک کتاب الٰہی اور میری سنت کو تھامے رہے گی" **إن أمتي لا تجتمع على ضلالة، فإذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الأعظم** "[14] ترجمہ:"میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اگر تم اختلاف پاؤ تو اکثریت کے ساتھ ہو جاؤ" اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کو زندگی کے کسی بھی گوشہ میں حزن و ملال اور ظن و گمان اور اضطراب کا سامنا ہو تو وہ فی الفور اللہ اور اس کے محبوب رسولؐ کی تعلیمات اور سیرت کی طرف ملتفت ہو کر اپنے لئے دائمی و ابدی سامان راحت کا انتظام کرلے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے شیخ عمادالدین واسطی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام باتوں کو چھوڑ کر سیرت نبیؐ کے مطالعہ اور اس پر فکر و تدبر کو اختیار کرلو۔ ظن و گمان کی سبھی بیماریاں مٹ کر ایمان و یقین کی دولت سے متمع ہو جاؤگے۔ اسی سبب سے شیخ عماد واسطی نے سیرت رسولؐ کے مطالعہ کو اپنی زندگی کا مقصود اصلی بنالیا اور ان کی روح ہر طرح کی پریشانیوں اور غموں سے محفوظ اور دل شک و شبہ اور اضطراب سے پاک ہو گیا۔ (شذرات الذہب)

---

[14]۔ سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ، حدیث نمبر 3950

مطالعہ سیرت کی ضرورت

سیرت النبیؐ کے مطالعہ کی اہمیت و افادیت مسلمانوں کے لئے تو مسلم ہے ہی مگر حضور رسالتمآبؐ کی ذات بابرکات عام انسانوں کے لئے بھی ہدایت و حفاظت کا سرچشمہ ہے۔ عصر حاضر میں انسان نے مادی اعتبار سے بے پناہ ترقی کے زینے طے کر لیے ہیں کہ اس نے سائنس و ٹیکنالوجی میں نمایاں ترقی کر کے ہواؤں کو مسخر کر کے اس میں طیارے اڑارہاہے، موسمی تغیرات کو اپنے موافق کرنے کے لئے ہیٹر و ائیر کنڈیشن کو ایجاد کر چکاہے اور معلومات تک رسائی اور علم و معرفت کے نئے ابواب کھولنے کی خاطر ٹی وی، موبائل فون اور لیپ ٹاپ و انٹرنیٹ وغیرہ کی ایجادات کر چکاہے۔ اس سب کے باوجود آج کا جدید مادی دنیا میں بسنے والا انسان سامان راحت وعافیت کو ترس رہاہے کہ اس کو اطمئنان اور سکون میسر نہیں بلکہ ہر آن و ہر گھڑی وہ خوف و پریشانی کی زندگی جی رہاہے وجہ صرف یہ ہے کہ انسان نے مادی دنیا میں علمی ابتکارات کو تو پیش کر دیا اور اس سے متمتع بھی ہورہاہے مگر انسان کے دل میں انسانیت کا جذبہ پیدا کرنے میں ناکام ہو چکا ہے۔ اسی طرح کی صورتحال کا سامنا بعثت رسولؐ سے پہلے عرب کے خطہ کے رہنے والے بھی سامنا کر چکے ہیں کہ وہاں پر طاقتور اور امیر کو ہر طرح کی آسائش میسر تھی، ظلم و جور کا دور اس قدر بے باک و طویل ہو چکا تھا کہ جس کے جی میں آتا مزدور و غریب اور غلام و عورت کو تختہ مشق بنانے میں دقیقہ بھر بھی فکر و تدبر سے کام نہ لیتے۔ ایسے میں رحمت للعالمین پیغمبر حضرت محمدؐ کو اللہ جل شانہ نے مبعوث فرمایا تو پہلے جو لوگ گھوڑے کے پانی پینے اور پلانے پر سال ہا سال پر محیط جنگ کیا کرتے تھے وہ ایسے باہم شیر و شکر

ہوگئے کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا کہ وہ آپس میں رحم دل اور کافروں پر سخت تھے" اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ "[15] ایک یہودی کی بیٹی کے سر پر دوپٹہ اوڑھانے کے لئے رسول اللہؐ نے اپنی چادر مرحمت فرمائی۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ " قُلْ يَآيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا "[16] اور ارشاد خداوندی ہے" وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "[17]۔ حضور نبی اکرمؐ کی عظمت ورفعت کا اعتراف خود مغرب کے منصف مزاج مصنف مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب کیا ہے کہ سو عظیم آدمیوں میں سے پہلا درجہ آقائے دوعالمؐ کو عطا کیا گیا۔ اس بنا پر لازم ہے کہ تمام انسانیت رسول اللہؐ کی سیرت وکردار سے رہنمائی حاصل کرے۔

حقوق انسان

قال تعالیٰ" وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا "[18]

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ نے تخلیق انسانی کا ذکر کرنے کے ساتھ اسلام کا بنیادی تصور انسانی حقوق کا مفہوم بھی واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے کہ فرمایا گیا" بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی وتری میں سوار کیا اور ہم نے

---

[15]۔ القرآن، سورۃ الفتح:48/29

[16]۔ القرآن، سورۃ الاعراف:7/158

[17]۔ القرآن، سورۃ الانبیاء:21/107

[18]۔ سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت:70

انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنادیا"۔ گویا انسان کو زمین پر خلافت و سرداری عنایت کی گئی اور اس کے لئے رزق حلال کا انتظام کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی اسے دیگر مخلوقات پر فضیلت بھی عنایت کر دی گئی۔ اسی بات کو مزید وضاحت کے ساتھ ہادی اعظمؐ نے خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی بیان کیا کہ " **یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد ولا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأحمر علی أسود ولا لأسود علی أحمر الا بالتقویٰ**"[19] اس حدیث طیبہ میں بنی نوع انسان کے مابین فطرتی طور پر پائے جانے والے تفاوت کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کی بنیاد پر کسی کو شرف و عزت اور بلندی مرتبت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ بلندی و برتری اور بزرگی کا معیار صرف اور صرف پرہیز گاری پر موقوف ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ (آدمؑ) ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی سفید کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو سفید پر فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے[20]۔ اسی مفہوم کو قرآن کریم کی سورۂ الحجرات میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

---

[19]۔ المعجم الاوسط، ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی 4749؛ مجمع الزوائد، نور الدین ھیثمی، باب لا فضل لأحد الا بالتقویٰ، 8:84

[20]۔ ویب سائیٹ: فتویٰ آن لائن

حقوق انسانی کا مفہوم بنی نوع بشر جب اپنے مقام و مرتبہ اور ذمہ داری سے آشنا ہو گیا تو بدیہی بات ہے کہ یہ زمین پر مادر پدر آزادی اور رہبانیت کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ لازمی طور پر اسے اپنے قرب وجوار کے اعزہ واقارب کے ساتھ ربط و تعلق قائم رکھنا ہو گا اور اس کا تقاضا ہے کہ انسانوں میں موجود طبقات و افراد کے ذمہ چند حقوق و فرائض عائد ہوں جنکی تکمیل وادائیگی سے ان کی حیادت گل گلزار ہو جائے۔(21)

معتدل، سادہ اور ہنس مکھ شخصیت

رسول اللہؐ کی سیرت مطہرہ میں افراط و تفریط کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں تھی کہ نبی اکرمؐ باوجود اس کے شب و روز چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ذکر خداوندی میں مصروف عمل رہتے تھے کہ قیام اللیل کی کثرت کی وجہ سے پائے مبارک سوج جاتے تھے اور صدقہ و خیرات کی کثرت اور مال و متاع کو اکٹھا کرنے سے عدم رغبت کی وجہ سے کئی ایام تک فقر وفاقہ سے دوچار رہتے تھے اور یہاں تک کہ آپؐ امور خانہ داری میں ہاتھ بٹاتے اور ذاتی ضرورت کے امور کو خود اپنے مبارک ہاتھوں سے انجام دیا کرتے۔ اسی لیے آپؐ کا فرمان عالی شان ہے کہ " **خيركم خيركم لأهله و أنا خيركم لأهلي** "(22) آپؐ رزق حلال کے ذرائع تجارت وزراعت، صنعت و حرفت کے پیشہ اختیار

21۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں حقوق انسانی کا تصور، ازابو اللیث الحسنی کھگڑیاوی

22۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر 3895

کرنے والوں کو پسند فرماتے اور فرمایا کہ " **الید العلیا خیر من الید السفلی**"[23] ترجمہ: دینے والے ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ آپؐ نے امانت دار تاجر کو انبیاء و صدیقین کے ہمراہی کی بشارت بھی دی۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت داؤدؑ محنت و مشقت کر کے روزی کماتے تھے اور آپؐ مزدور و محنت کش کے ہاتھوں کو پسند فرماتے تھے۔ رسول اللہؐ کے اسوہ حسنہ سے معلوم پڑتا ہے کہ عند الرسولؐ دین و دنیا کی تقسیم و تفریق موجود نہیں تھی۔ اسی سبب رہبانیت کو ناپسند فرمایا۔ فرمان رسول اللہؐ کا مفہوم ہے کہ "**لارہبانیة فی الاسلام**"[24] یعنی کامل اکمل مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ امور دنیاوی ادا کرنے کے ساتھ اللہ جل شانہ کے حقوق و احکام کی پیروی کرے اور رسول اللہؐ کی ذات والاصفات بطور مثال موجود ہے۔

آپؐ کی اعتدال پسندی و میانہ روی سے متعلق حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ "**ما خُيِّر رسول الله ﷺ بين أمرين قط إلا أخذ أيسرهما، ما لم يكن إثما، فإن كان إثما، كان أبعد الناس منه**" [25] رسول اللہؐ کو جب دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرنا ہوتا تو آسان کو اختیار فرماتے تھے بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو اگر ایسا ہوتا تو سب سے زیادہ اس عمل سے دور ہو جاتے تھے۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ "**يا أيها الناس إياكم والغلو في الدين، فإنه**

---

[23]۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر 2385

[24]۔ فتح الباری فی شرح البخاری، ابن حجر عسقلانی، 1/111

[25]۔ متفق علیہ

أهلك من كان قبلكم الغلو في الدين"[26] رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مبالغہ و سختی سے کام لینے والے اور بال کی کھال اتارنے والے ہلاک ہوئے۔اسی طرح آپؐ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ" بشروا ولا تنفروا، ويسروا ولا تعسروا"[27] لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرو پریشانی و تکلیف نہیں اور ان کو خوشخبری دو متنفر نہ کرو[28]۔

آنحضرتؐ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ وہ اکثر و بیشتر مجلس میں وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے صحابہ کرام کو یاد الٰہی اور قبر و آخرت کی اس قدر بلیغ تبلیغ فرماتے کہ صحابہ کرام زار و قطار رونے لگ جاتے تھے کہ معلوم نہیں اللہ جل شانہ کی صفت جبار و قہار کے سبب ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا وہیں پر آقائے دوجہانؐ صحابہ کرام و اہل اسلام کو نومیدی سے اجتناب کی تلقین بھی فرماتے تھے۔ قرآن کریم میں ارشاد جل وعلاہ ہے کہ "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا "[29]۔آنحضرتؐ دلگی و مزاح کی صفت سے بھی متصف تھے کہ آپؐ سے ایک بوڑھیا نے معلوم کیا کہ وہ جنت جائے گی تو آپؐ نے فرمایا نہیں تو وہ

---

[26]۔سنن ابو داؤد، حدیث نمبر 3029

[27]۔سنن ابی داؤد، ابو داؤد سلمان بن اشعث سجستانی، 4835

[28]۔نبی رحمتؐ، سید ابو الحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی، 2011ء، ص583

[29]۔القرآن، سورۃ الزمر، 39/53

روتے ہوئے جانے لگی، آپؐ نے صحابہ کرام کو ارشاد فرمایا کہ بوڑھاپے کی حالت میں کوئی جنت نہیں جائے گا بلکہ وہاں پر سبھی مرد و عورت جوان ہونگے۔[30]

پیغمبر امن و آشتی

حضور نبی اکرمؐ کی حیات طیبہ اس امر کا مظہر ہے کہ آپؐ جنگ و جھگڑا کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ آپؐ نے انتہا کی حد تک مشرکین مکہ کے مظالم کو خود اور آپؐ کے اصحاب نے برداشت کیا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین و کفار سے قتال کی اجازت نہ دیدی اور اس میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ 23 سالہ دور نبوت میں مسلم و غیر مسلم محاربین میں سے تقریباً 550 کفار مقتول اور قریباً 3 سو صحابہ کرام شہید ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی قبل از اعلان نبوت کے احوال کو دیکھیں تو اس کم عمری میں آپؐ حرب فجار میں شریک ہوئے تو صرف اپنے چچا کی کمان میں تیر رکھ دینے کا انتظام فرمایا۔ بعد ازاں اس جنگ کو ناپسند فرماتے ہوئے اہل عرب نے عبد اللہ بن جدعان کے گھر پر صلح کی مجلس بلائی تو آپؐ نے 15 سال کی عمر میں اس میں شرکت فرمائی اور آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حلف الفضول کی مجلس میں بڑی خوشی ہوئی اب بھی اگر کوئی صلح کی دعوت دے تو اس کو قبول کرونگا۔[31]

---

[30]۔ شمائل ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، حدیث نمبر 239

[31]۔ سیرت رسول اکرمؐ، سید ابو الحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص 25

نبی رحمتؐ نے کسی بھی مسلم و غیر مسلم تو درکنار کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے " مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًاؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا "[32] اور خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ آج کے یوم عرفہ 9 ذوالحجہ اور آج کے مہینہ ذوالحجہ کی طرح تم پر ایک دوسرے کا خون ناحق حرام کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہؐ نے ہر انسان کو اس کی جان، مال، عزت وغیرہ کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ **"فإن دماءكم، وأموالكم، وأعراضكم، بينكم حرام، كحرمة يومكم هذا، في شهركم هذا، في بلدكم هذا، ليبلغ الشاهد الغائب، فإن الشاهد عسى أن يبلغ من هو أوعى له منه "**[33] ترجمہ: رسول اللہؐ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ تم پر تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر حرام ہے جیسے کے آج کے دن کی حرمت ہے اور اس شہر کی حرمت ہے، یہ بات حاضر غائب کو پہنچادے مبادا وہ اس پر سامع سے زیادہ عمل پیرا ہو جائے۔

---

[32] ۔ القرآن، سورۃ المائدہ: 5/ 32

[33] ۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، حدیث نمبر 67؛ صحیح مسلم و سنن ابوداؤد بحوالہ نبی رحمتؐ، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی، 2011ء، ص 521

عدل وانصاف

رسول اللہؐ نے انسانی معاشرہ میں عدل وانصاف کی پاسداری کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔" یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ "[34] قرآن کریم کا بھی یہی حکم ہے کہ عدل کرو وہ پرہیز گاری کے قریب ہے "اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی "[35] اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات سعید سے یہ واضح پیغام و درس ملتاہے کہ آپؐ نے غلام وآقا سے یکساں سلوک کیا۔ قبیلہ بنی مخزوم کی فاطمہ سے چوری کی غلطی سرزد ہوئی تو حضرت اسامہ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر پیش کیا گیا تو نبی اکرمؐ نے اس عمل کو سخت ناپسند فرماتے ہوئے کہا کہ تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوئی ہیں کہ وہ طاقتور وزور آوروں کے جرائم سے پردہ پوشی کرتے اور کمزور کو سزادیتے تھے اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کام کرتی تو اسے بھی یہی سزادی جاتی۔[36]

الغرض سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ کی ضرورت اہمیت اس قدر اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں ناصرف مسلمانوں کو پر مسرت زندگی گزارنے کا سامان میسر آتاہے بلکہ سیرت رسولؐ سے غیر مسلم بھی استفادہ کرتے ہیں بلکہ مسلمانوں سے زیادہ اسلامی تعلیمات سے اہل مغرب استفادہ کررہے ہیں ایسے میں ضرورت ہے کہ

---

[34]۔القرآن، سورۃ النساء:135/4

[35]۔القرآن، سورۃ المائدہ:8/5

[36]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 3475

روزمرہ کی زندگی کے شب وروز کے اوقات کو بحالت خوشی و غمی، امیری و غریبی، طاقت و کمزوری، عبادت و ریاضت وغیرہ کے سبھی امور کو راحت بخش بنانے کے لئے اسلامی تعلیمات اور اسوہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرنے کی حاجت ہے اس کے لئے مطالعہ سیرت کی ضرورت دوچند ہو جاتی ہے[37]۔

[37]۔ محمد طیب معاذ، مجلہ اسوہ حسنہ، انٹرنیٹ

مبحث دوم:

حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمی اداروں میں تعلیم واشاعت

مسلم ممالک کے شعبہ تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جانے یا انجانے میں دو نظام ہائے تعلیم مروج ہو چکے ہیں جو کہ قران و سنت کی تعلیمات کے منافی و متصادم ہیں۔ تاہم فرانس و انگریز اور اطالویوں کے مسلم ممالک پر غاصبانہ قبضہ کے سبب تعلیم میں تقسیم کا عنصر فروغ پا گیا۔ 17 ویں صدی عیسوی سے قبل دنیا بھر میں مسلمانوں کے نزدیک تعلیم میں تفریق و تقسیم اور دوئیت کا کوئی عنصر نہیں ملتا یہ الگ امر ہے کہ بعض اہل علم کچھ علوم میں رسوخ فی العلم کی دولت سے مالا مال تھے۔ بہر حال اب پاکستان میں یہی منقسم نظام تعلیم کی تعلیم کا سلسلہ مروج ہے۔ دینی مدارس و جامعات میں اسلامی علوم قرآن، سنت، تفسیر و حدیث اور ان سے مشتق علوم ، سیرت و مغازی، تاریخ، فقہ ، اصول فقہ اور علم ادب و لغت وغیرہ کی تعلیم کا اہتمام کافی حد تک موجود ہے اگرچہ اس میں مزید بہتری و رسوخ و گہرائی یعنی وسعت نظر و عمق نظر کی ضرورت موجود ہے کہ دینی اداروں سے فیض حاصل کرنے والے عصر حاضر میں مسلم امہ کی کماحقہ ادائیگی کا انتظام کر سکیں اس کے لئے دینی علوم و فنون کے ساتھ دور جدید کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے عصری علوم و فنون سے بھی استفادہ حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

دوسری جانب عصری تعلیم گاہوں سکول، کالج اور جامعات کے نظام تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو اس میں مغرب اور اقوام مغرب کی اندھی تقلید اور جامد نظام تعلیم کا

مظہر معلوم ہوتا ہے بہت سے اہل علم نے دنیاوی تعلیم کے اس فروغ پر زجر کی ہے جن میں علامہ محمد اقبالؒ، علامہ محمد اسد (سابق لیوپولس) اکبر الہ آبادی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے نظام تعلیم کی ضرورت ہے جس میں جمود کج روی اور اندھی تقلید کی بجائے مغرب و اقوام مغرب سے تعلیم کے میدان میں ان کی خوبیوں سے بھرپور استفادہ کیا جائے تاہم ان کی تہذیب و ثقافت ضالہ اور تعلیم کے میدان میں باطل تصورات کو بیک جنبش قلم مسترد کر دیا جانا چاہیے۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں سرکاری و غیر سرکاری تعلیم اداروں سکول، کالج اور جامعات میں مسلمانوں کے نونہالوں کی تعلیم وتربیت میں عصری تقاضوں کی کسی حد تک سعی و کوشش کی جاتی ہے اگرچہ اس پر مزید محنت کی ضرورت ہے کہ اس میں جمود و تقلید اور رٹہ سسٹم کی حوصلہ شکنی ہو پائے تاہم اس سب سے زیادہ ضروری ہے کہ مسلم نوجوانوں کی تعلیم وتربیت اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق عمل میں لائی جائے۔ اگرچہ سکول، کالج اور جامعات میں اسلامیات و عربی اوراردو میں سیرت النبی ﷺ اور مسلمانوں کی تاریخ کو سرسری طور پر داخل نصاب کیا گیا ہے۔ تاہم جس قدر مسلم نوجوانوں کو اسلام کے اصول و مبادی، ارکان اسلام، شعائر اسلام، قرآن و حدیث کی زبان عربی کی تعلیم و انشاء اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت و کردار، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور سلف صالحین کی سیرت و عمل کی تعلیم کی جس طرح ضرورت ہے اس کا عشر عشیر بھی سکول و کالج اور جامعات میں داخل نصاب نہیں۔

سید ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں کہ مسلمان بچوں کو کھانے پینے اور پہنانے اور ان کے علاج و معالجہ سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم نوجوانوں کی دینی تعلیم و تربیت پر توجہ دی جائے۔

اس مختصر کتابچہ میں سکول و کالج اور جامعات میں حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و اشاعت کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

سکول و کالج کی سطح پر حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و اشاعت

سکول و کالج کی سطح پر میٹرک اور انٹر کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ملک کے تمام صوبوں بشمول اسلام آباد و آزاد کشمیر میں اسلامیات و اردو کی کتب میں حقوق مصطفیٰ ﷺ کا نصاب نامکمل ہے کہ اسلامیات کی تعلیم کا انتظام اگرچہ پہلی جماعت سے جماعت ہشتم تک سیرت النبیؐ کو نئے نصاب میں شامل کیا گیا ہے جس میں حضورؐ کی حیات سعید کے قبل از بعثت اور بعد از بعثت اور دیگر اہم غزوات و فتوحات اور آپؐ کے اسوہ حسنہ کا بیان شامل نصاب کیا جا چکا ہے جو کہ خوش آئند اور لائق صد تحسین امر ہے کہ اس موجودہ رائج نصاب میں سیرت النبی ﷺ کے بعض پہلو کا مطالعہ کیا جاتا ہے تاہم جس قدر غیر معمولی طور پر رسول اللہؐ کی سیرت طیبہ کو پڑھنے اور سمجھنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے یہ عمل من حیث المجموع مفقود نظر آتا ہے اول طلبہ کو صرف امتحان پاس کرانے کی خاطر اسباق سمجھا کر پڑھانے کی بجائے ان کو بغیر فہم کے رٹائے جاتے ہیں۔ دوم یہ کہ جو اساتذہ اسلامیات کے سبق کی تعلیم پر مامور ہوتے ہیں وہ اسلامیات کے ماہر نہیں ہوتے، اور بذات خود سیرت الرسول ﷺ کی اہمیت و افادیت

سے شناسا اور باعمل نہیں ہوتے جبکہ قرآن کریم نے تو واشگاف الفاظ میں قرار دیا ہے " لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ "[38] تحقیق رسول اللہؐ کی ذات اطہر تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ایسے میں رسول اللہؐ کی سیرت و تعلیمات اور آپؐ کے حقوق کی ادائیگی کا جذبہ مسلم نونہالوں کے قلوب اذہان میں کس طرح موجزن ہو سکتا ہے ؟؟؟

اسلامیات لازمی (میٹرک) کی کتاب کے باب دوم میں ایمانیات کا تذکرہ موجود ہے اور اس کے ساتھ تیسرا باب سیرت النبیؐ سے متعلق درج کیا گیا ہے جس میں فتح مکہ ، غزوہ حنین، عام الوفود، حضورؐ کا بچپن اور جوانی، حضورؐ کا ذوق عبادت اور حضرت محمدؐ کی سخاوت و ایثار کو بیان کیا گیا ہے۔اللہ عزوجل اور رسول اللہؐ پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلائل اور رسول اللہؐ کی نبوت و رسالت اور آپؐ کے امتیازات کا تذکرہ بہر طور پر ہو جاتا ہے مگر دوران درس سیرت طلبہ کو اس بات سے آگہی میسر نہیں آتی کہ رسول اللہؐ کی سیرت و کردار کا مطالعہ صرف ایک سبق کے طور پر نہیں کیا جارہا کہ اس سے امتحان میں کامیابی ملے بلکہ سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ ہم پر لازم ہے کہ رسول اللہؐ کی سیرت و کردار کو پڑھنے کے ساتھ عمل لانے کی سعی کریں، سیرت النبیؐ کی کتابی تعلیم تو کسی حد تک دی جاتی ہے مگر عملی تعلیم کا عنصر ناپید نظر آتا ہے[39]۔چہ جائیکہ مسلم نوجوانوں کو حقوق مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ کیا جائے ، آپؐ کی

---

[38]۔القرآن، سورۃ الاحزاب: 33/21

[39]۔اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم و دہم، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ذات پاک پر زبانی ایمان لانا کافی و شافی نہیں بلکہ آپؐ کی ذات بابرکات کے متعدد حقوق ہیں بحیثیت مسلم ان کو بجالانا ہر فرد مسلم پر لازم ہے بجز اس کے انسان دعویٰ کی حد تک مسلم کہلا سکتا ہے مگر عملی مسلم و مؤمن ہونے کا ثبوت جبھی میسر آئے گا جب اپنی ذات، اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب سب سے زیادہ رسول اللہؐ سے محبت، ان کی اطاعت اور اتباع نہ کرلے۔ ارشاد ربانی ہے کہ "قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ"[40] ترجمہ: "کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو" اور رسول اللہؐ کا اپنا فرمان عالشان ہے کہ " لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُم حَتىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيهِ مِن وَلَدِه، ووالِدِه، والناسِ أَجمَعِين "[41] اور یہ بھی فرمایا کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک وہ میری تعلیمات پر عمل نہ کرے۔ جماعت نہم و دہم کے نصاب کی اسلامیات کی لازمی کتاب میں حقوق مصطفیٰ میں سے ایمان اور محبت و اطاعت کا تذکرہ موجود ہے دیگر حقوق مصطفیٰ ﷺ کا ذکر موجود نہیں جن کا تذکرہ آخری مبحث میں کیا جائے گا۔

جماعت نہم و دہم کے نصاب میں موجود اختیاری کتاب میں سیرت النبیؐ کے چند پہلو کا تذکرہ موجود ہے۔ باب اول میں رسول اللہؐ کی رسالت کے اثبات کا بیان کیا گیا ہے اور تیسرے باب میں رسول اللہؐ کی اطاعت کا بیان درج ہوا جبکہ چوتھے باب میں رسول اللہؐ کا افضل الرسل ہونے کو بیان کرنے کے ساتھ آپؐ کے فریضہ رسالت کی

40۔ القرآن، سورۃ آل عمران: 3/31

41۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 15

تکمیل (مکی و مدنی ادوار)، ختم نبوت، آنحضرت ﷺ کا پاکیزہ کردار (عہد طفولیت اور عہد شباب) اور اخلاق النبی ﷺ کو بیان کیا گیا ہے۔[42]

اسلامیات لازمی کی طرح اسلامیات اختیاری میں بھی بغیر مفصل تذکرہ کے چند حقوق مصطفیٰ درج کیے گئے ہیں جن میں ایمان بالرسالت، اطاعت رسول ؐ اور ختم نبوت کا بیان درج ہے اور سیرت النبی ﷺ کے تذکرہ میں نبوت و رسالت، افضل الرسل ہونے اور فریضہ رسالت کی ادائیگی و آپؐ کی حیات سعید اور آپؐ کے اخلاق کو شامل نصاب کیا گیا ہے۔ امت مسلمہ پر جو حقوق مصطفیٰ ﷺ بجالانا ضروری ہیں اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کی ادائیگی میں پہلو تہی کرنے کے عقاب و عذاب کو بیان نہیں کیا گیا یہ ان شاء اللہ آخری مبحث میں مفصل طور پر بیان ہو گا۔

انٹر (ایف اے، ایف ایس سی) کے نصاب کی اسلامیات لازمی کے پہلے باب میں انبیاء و رسل پر ایمان لانے کا بیان شامل نصاب ہے۔ دوسرے باب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کی محبت و اطاعت کو بیان کیا گیا ہے جبکہ تیسرا باب اسوہ رسول ﷺ پر مشتمل ہے، جس میں رسول اللہ ؐ کے رحمت للعالمین، اخوت، مساوات، صبر واستقلال ،عفو درگزر، ذکر وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ گویا گیارہویں جماعت کے طلبہ کو ایمان بالرسالت، رسول اللہ ؐ کی محبت و اطاعت، آپؐ کے رحمت للعالمین ہونے اور آپؐ کے پیغام اخوت و مساوات، آپؐ کا ابتلاء و مصائب میں صبر و استقامت، آپؐ کے معاف

---

[42]۔ اسلامیات اختیاری برائے نہم دہم، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، 2014ء

کرنے کی صفت وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ حقوق مصطفیٰ ﷺ میں سے صرف ایمان بالرسولؐ اور محبت واطاعت کو بیان کیا گیا ہے۔[43]

انٹر (ایف اے، ایف ایس سی) کے نصاب کی اسلامیات اختیاری میں نبی مکرمؐ کی سیرت و کردار کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ ولادت مصطفیٰ ﷺ ، عہد طفولیت، قبل از بعثت، بعد از بعثت، ہجرت مدینہ، میثاق مدینہ، مواخات مدینہ، غزوات (حالت جنگ وامن) صلح حدیبیہ اور سفارتی تعلقات، آپؐ کی جانب سے دعوتی خطوط، فتح مکہ، خطبہ حجۃ الوداع، آپؐ کا طرز حکومت اور آپؐ کے اخلاق و کردار کو بیان کیا گیا ہے۔[44]

گیارہویں جماعت کی اسلامیات اختیاری میں سیرت النبیؐ کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاہم رسول اللہؐ کی سیرت و تعلیم کے مطالعہ کے بعد ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے رواں رواں پر جو اثرات مرتب ہونے چاہئیں وہ معدوم نظر اس لئے آتے ہیں کہ نقلی و نظری طور پر سیرت دوعالمؐ کی تعلیم تو کسی درجہ میں دیدی جاتی ہے مگر اس پر عمل کرنے اور مطالعہ سیرت کے جو بنیادی تقاضے ہیں ان سے طالبان علم نا آشنارہ جاتے ہیں جبھی مسلم معاشرہ پر نظر غائر ڈال کر جائزہ لیا جائے تو مسلمانوں کی زندگی کھلم کھلا اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی تعلیمات واحکامات سے روگردانی کی صورت میں نظر آتی ہے اور

---

[43] ۔ اسلامیات لازمی برائے جماعت یازدہم، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور، 2018ء

[44] ۔ آفاقی تہذیب وتمدن، اسلامیات اختیاری برائے جماعت یازدہم، قریشی برادرز پبلشر، اردو بازار، لاہور، 2012ء

متحیر کن امر یہ بھی ہے کہ خلاف اسلام اور خلاف شریعت اور رسول اللہؐ کی سنت و سیرت سے روگردانی وبے پروائی وبے اعتنائی برتنے کا احساس تک نہیں ہو پاتا۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ نسل نو کو علم ہی نہیں کہ قرآن کریم میں اللہ اور اس کے رسول اللہؐ پر ایمان لانے کے جو تقاضے لابد ہو جاتے ہیں وہ کیا ہیں۔ یہ تعلیم نہ تو رائج کتب میں دستیاب ہے اور نہ ہی اس کی تعلیم اساتذہ کرام اپنے ذوق مطالعہ اور محبت رسولؐ کے جذبہ کی بنا پر طلبہ کو دیتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلامیات کی تعلیم سرکاری وغیر سرکاری سکول و کالجز وغیرہ میں تعلیم دینے والے اسلامی علوم میں رسوخ رکھنے والے نہیں ہوتے بلکہ صرف مادہ پرستی کی بنیاد پر ملازمت کی مدت گزارنے کے لئے بے دلی وبے اعتنائی کے ساتھ سردی طور پر اسلامیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ شاعر نے اسی سے متعلق شاید کہا ہے کہ:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا　　　　کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جامعات میں حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم واشاعت

جہاں تک جامعات کا تعلق ہے تو ان میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے بہت حد تک کام ہو رہا ہے جامعات میں سیرت و مغازی رسول اللہؐ اور اسلامی تاریخ میں بی ایس، ایم فل اور ڈاکٹریٹ تک کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ جو انان مسلم اپنے شوق و شغف کی بنیاد پر متنوع موضوعات سیرت رسولؐ پر علمی و تحقیقی کام کرتے ہیں۔ تاہم مادہ پرستی و زر پرستی کے سبب جامعات میں، اسلامی تحقیقی مجلات میں اور پھر ملک کی متعدد جامعات میں موجود سیرت چیئر کے زیر انتظام کانفرنسز، سیمینار و خطابات، مقالات وغیرہ جو شائع ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے سمع و بصر اور قلب کو تسکین و راحت تو

ضرور ملتی ہے مگر یہ مضمون جس ضرورت و اہمیت کا متقاضی ہے وہ عنقا نظر آتا ہے کہ سرکاری و غیر سرکاری اداروں، تنظیموں اور جامعات کی جانب سے سیرت کانفرنسز منعقد ہوتی ہیں اور تحقیقی مجلات میں مقالے شائع کیے جاتے ہیں اور جامعات میں ایم فل و پی ایچ ڈی کرائی جاتی ہے مگر اس سب کی موجودگی میں اس مضمون سے دل و روح کا تعلق کمزور ہوتا ہے چونکہ ان تمام مندرجہ بالا سرگرمیوں میں مادیت کا عنصر غالب رہتا ہے کہ اساتذہ و منتظمین کانفرنس، مدیران مجلات کو صرف بھاری بھر رقم جمع کرنے سے مطلب ہے تو دوسری جانب محققین اور طلبہ کو صرف اپنی ترقی و امتحان میں کامیابی سے سروکار رہتا ہے۔ تحقیقی مقالات میں ترقی پانے کا مقابلہ ہوتا ہے کہ جس کے مقالات زیادہ شائع ہوں وہ اعلیٰ عہدوں پر ترقی پانے کا حق دار بن جاتا ہے۔ جس کے سبب نوجوان نسل کی اکثریت الحاد و دہریت اور منکرین حدیث اور پیغمبر عالمؐ کی ذات اقدس پر ہونے والے رکیک و رذیل حملوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ جامعات اور تحقیقی مجلات کے منتظمین پر لازم ہے کہ محققین و طلبہ کی ورق سیاہی کو دیکھنے کے ساتھ خود محقق و طالب علم کی ذاتی زندگی کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کی تعلیمات پر کس حدت تک عمل کرتا ہے یا صرف موشگافی اور قلم ہی کو جنبش دینے پر اکتفا کرتا ہے۔ ورق سیاہی کے اس دور میں چہار جانب سے عالم کفر مستشرقین و مستغربین اسلام و پیغمبر اسلام پر طعن و تنقیص کے نشتر برساتی ہے مگر جوانان ملت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی کیونکہ ملت اسلامیہ کے رہبروں نے نسل نو کو حقوق مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ و واقف نہیں کرایا اور نہ ہی نسل نو اس بات سے آشنا ہے کہ حقوق مصطفیٰ ﷺ سے پہلو

تھی کتنا بڑا جرم ہے کہ ملک کے آئین و قانون کی عملداری سے زیادہ ضروری ہے کہ رسول اللہؐ کی سیرت واسوہ پر عمل کیا جائے اور اس کا حکم خود خالق ارض و سمانے دیا ہے۔

مبحث سوم:

حقوق مصطفیٰ ﷺ قاضی عیاضؒ کی کتاب کی روشنی میں

رسول اللہؐ کے حقوق کا مفصل ذکر ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی کی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ" پیش کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کتاب کا مختصر تعارف پیش کیا جائے۔ قاضی عیاضؒ کے بزرگوں کا تعلق اندلس سے تھا۔ اہل خانہ ہجرت کر کے فارس میں آباد ہو گئے بعد ازاں سبتہ کے مقام پر سکونت اختیار کی۔ قاضی عیاضؒ کی ولادت 476ھ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم سبتہ میں مکمل کرنے کے بعد حافظ الحدیث ابو علی غسانی صدفی سے حدیث کی روایت کی سند حاصل کی۔ آپ نے حصول علم کے لئے اندلس کا بھی سفر کیا۔ آپ فقہ مالکی کے مشہور علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے سبتہ اور غرناطہ اور قرطبہ میں قضاۃ (جج) کا عہدہ بھی سنبھالا۔ آپ نے درجنوں کبار اہل علم سے استفادہ کیا اور آپ سے سینکڑوں علماء مستفید ہوئے صحیح مسلم کے شارح علامہ محی الدین بن شرف نووی اور صحیح بخاری کی شرح فتح الباری کے نام سے لکھنے والے علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اپنی کتب شروح میں متعدد اقوال قاضی عیاضؒ کے نقل کیے ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے درجنوں کتابیں تالیف کیں تاہم ان کی وجہ شہرت "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ" بنی۔ اس کتاب کی قبولیت سے متعلق امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ قاضی صاحب کے بھتیجے نے آپؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ رسول اللہؐ کے ہمراہ سونے کے تخت پر موجود ہیں۔ قاضی عیاضؒ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی قربت و ہمراہی اس کتاب الشفاء کی بدولت

ملی ہے لہذا تم بھی اس کو لازم پکڑلو۔ قاضی عیاضؒ 69 برس کی عمر میں 544ھ شب جمعہ کو وفات پائی اور مراکش میں مدفون ہوئے۔[45]

قاضی عیاضؒ کی کتاب الشفاء کی دوسری جلد کی قسم دوم میں چار باب محبوب خداﷺ کے امت مسلمہ پر واجب حقوق کو بیان کرنے سے متعلق ہیں۔ قرآن کریم میں رسول خداؐ کے حقوق کا ذکر موجود ہے تاہم نبی مکرمؐ کے حقوق کی ضرورت واہمیت کو بعد از رب العزت سب سے پہلے قاضی عیاضؒ نے اجاگر کیاہے۔ سیرت کے موضوع پر ہزاروں اہل علم نے قلم کو جنبش دی ہے مگر آپؐ کے حقوق کی اہمیت کو واشگاف الفاظ میں بیان کرنے اور اس سے پہلو تہی کرنے والوں کی تذمیم کا ذکر قاضی عیاضؒ ہی نے کیا ہے۔ عصر حاضر میں مستشرقین و مستغربین کے فتنوں اور شورشوں سے مسلم امہ کے نوجوانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ نسل نو کو سکول وکالج اور جامعات بلکہ ہر گھر میں قاضی صاحب کی کتاب کا مکمل شرح وبسط کے ساتھ مطالعہ کرایا جائے تاکہ نسل نو کو اندازہ ہوسکے کہ ان کا ربط و تعلق اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ صرف زبانی کلامی ہی نہ ہو بلکہ جسم وروح، قلب و دماغ بھی اس محبت وعقیدت کی گواہی عملی صورت میں پیش کرتے نظر آئیں۔ آپؐ کے جو حقوق ملت اسلامیہ پر واجب ہیں، ان کو ذیل میں ایجاز کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

---

[45] ۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، ابوالفضل قاضی عیاض مالکی، (مترجم: سید مفتی غلام معین الدین نعیمی)، زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور، 2013ء، ص 13-16

نبوت ورسالت پر ایمان

انسانوں پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ اپنا اسلام و ایمان ثابت کرنے کی خاطر اللہ جل شانہ اور رسول اللہؐ اور ان کو ملنے والی شریعت پر ایمان لائیں۔ارشاد ربانی ہے" فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا "[46]ترجمہ: پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا۔اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا "[47]ترجمہ: اور جو نہ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بیشک ہم نے کافروں کی خاطر بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا" أُمِرْتُ أَن أُقاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَن لا إِلهَ إِلاَّ اللَّه وأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ويُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكاةَ، فَإِذا فَعَلوا ذلكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وأَمْوَالَهم إِلاَّ بحَقِّ الإِسلامِ، وحِسابُهُمْ عَلى اللَّهِ "[48]مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں تاوقتیکہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ مجھ پر اس طرح ایمان لائیں کہ جو کچھ میں لایا ہوں اس کی تصدیق کریں، جس وقت انہوں نے

46۔ القرآن، سورۃ التغابن:8/64

47۔ القرآن، سورۃ الفتح:13/48

48۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر20

ایسا کر لیا اس وقت انہوں نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان کو بچا لیا سوائے ان حقوق کے جن کا حساب و کتاب اللہ پر ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ آپؐ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرے۔ منصب نبوت آپؐ کو اللہ کی طرف سے عطا ہوا اور پھر جو کچھ آپؐ لے کر آئے ہیں اور جو کچھ آپؐ نے فرمایا ہے اس کی بھی تصدیق کریں۔ انسان کا مومن کامل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ زبان سے اقرار کرنے کے ساتھ دل میں بھی مضبوط یقین رکھتا ہو۔ اسلام تو یہ ہے کہ انسان زبان سے اقرار کر لے اور ایمان کی تکمیل اس وقت ہو گی جب دل سے یقین بھی رکھتا ہو کہ آپؐ نبی و رسول خداؐ ہیں۔ ایسا ایمان ہر گز مطلوب نہیں کہ انسان زبان سے تو اقرار کرے مگر دل میں آپؐ کی نبوت کی تصدیق نہ کرتا ہو۔ جیسے قرآن کریم نے منافقوں سے متعلق فرمایا ہے کہ " اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ "[49] ترجمہ: جب منافق آپؐ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور منافق لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ جب کوئی زبان سے اقرار کرے اور اس کا دل اس بات کی گواہی نہ دے رہا ہو تو اس کو اس کا زبانی اقرار

49۔ القرآن، سورۃ المنافقون: 63/1

کرلینا کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ حدیث جبرائیلؑ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ زبان سے شہادت دینا اسلام ہے جبکہ دل سے اس کی تصدیق کرنا ایمان کی علامت ہے۔[50]

اطاعت رسولؐ

آقائے دوعالمؐ کے حقوق میں ایمان کے بعد اہم حق یہ بھی ہے کہ آپؐ کی اطاعت و اتباع کی جائے۔ یعنی جب آپؐ پر ایمان لانا واجب ہے تو آپؐ کی اتباع و پیروی کرنا بھی واجب ہو گیا کیونکہ یہ مجملہ انہی میں سے ہے جو آپؐ لے کر آئے ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے کہ "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ "[51] ترجمہ: اے ایمان والو اطاعت کرو وہ اللہ تعالی کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اطاعت نبیؐ کرنے والے ہی ہدایت پاتے ہیں" وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا "[52]۔ اسی طرح خالق ارض و سما ارشاد فرمایا ہے" مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ "[53] جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اللہ جل شانہ نے یہ بھی فرمایا دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ "[54] اللہ جل شانہ نے یہاں

---

[50]۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص300

[51]۔ القرآن، سورۃ النساء:4/59

[52]۔ القرآن، سورۃ النور:24/54

[53]۔ القرآن، سورۃ النساء:4/80

[54]۔ القرآن، سورۃ آل عمران:3/132

تک فرمادیا ہے کہ جو کچھ رسول تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں رکے رہو" وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا "[55]۔

ابوالليث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ علماء نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس کے فرائض اور رسول اللہ ؐ کی اطاعت سے ان کی سنت کی بجا آوری کو مراد ہے اور بعض علماء سے منقول ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اس چیز میں جس کو تم پر اس نے حرام کر دیا اور رسول ؐ کی فرمانبرداری کرو اس میں جس کی انہوں نے دعوت و تبلیغ کی ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ اطیعوا اللہ سے مراد اللہ کی ربوبیت کی شہادت اور نبی کی اطاعت سے مراد اس کی رسالت و نبوت کی شہادت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا" كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قِيلَ: وَمَنْ يَأْبَى يا رسولَ اللهِ؟ قال: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ، ومَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى "[56]ترجمہ: "میری امت کا ہر فرد جنت میں جائے گا سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ انکار کرنے والا کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جو میری نافرمانی کرے بیشک اس نے انکار کیا"۔

اتباع رسول ؐ

اطاعت نبی ؐ تو یہ ہے کہ جو آپؐ فرمائیں اس پر عمل کیا جائے اور آپؐ کے اسوہ و عمل کو اختیار کرنے کا نام اتباع ہے۔ اتباع رسول اللہ ؐ بھی واجب ہے کہ خالق کائنات نے

---

[55]۔ القرآن، سورۃ الحشر: 59/ 7

[56]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 7280

قرآن میں فرمایا" فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ "(57) ترجمہ: پس ایمان لے آؤ اللہ پر اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو خود ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے کلام پر اور تم پیروی کرو اس کی تا کہ ہدایت پا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک ارشاد فرمادیا ہے کہ کسی بھی شخص کا ایمان مکمل ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنے اختلافی مسائل میں حکم نہ تسلیم کرلیں اور بعد از اں آپؐ کے فیصلہ کو ناپسند کرنے کی بجائے خود سپردگی کا مظاہر کرلیں۔" فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"(58) اور اللہ جل شانہ نے رسول اللہؐ کے اسوہ کو خوبصورت نمونہ قرار دیا ہے کہ جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہے۔" لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ "(59)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں، صحابہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی" قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ "(کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اور اللہ تم سے محبت رکھے گا)۔ اس آیت کریمہ کو ایک شعر سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شاعر نے کہا ہے کہ:

57۔ القرآن، سورۃ الاعراف:7/158

58۔ القرآن، سورۃ النساء:4/65

59۔ القرآن، سورۃ الاحزاب:33/21

تعصی الالہ و انت تظہر حبه   وهذا لعمری فی القیاس بدیع

ترجمہ: تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور ظاہراً محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ بات میری زندگی کے قیاس میں عجب ہے۔

لوکان حبک صادقاً لاطعته   ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ: اگر محبت سچی ہوتی تو اس کی ضرور اطاعت کرتا۔ بیشک محبت کرنے والا محب کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے۔

محمد بن علی ترمذی کہتے ہیں کہ اسوہ رسولؐ یہ ہے کہ ان کی پیروی کی جائے اور ان کی سنت پر عمل کیا جائے اور ان کی مخالفت قولی ہو یا فعلی اس سے اجتناب کیا جائے ۔مفسرین کی اکثریت نے یہی معنیٰ بیان کیا ہے۔ حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا" **فَعَلَيكُم بِسُنَّتِي وسُنَّةِ الخُلَفاءِ الرَّاشِدينَ المَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عليها بالنَّواجِذِ** "[60] ترجمہ: میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑو۔ گویا قرآن و احادیث میں رسول اللہؐ کی اتباع و پیروی کی تلقین بکثرت مروی ہے جبکہ سنت سے اعراض کرنے والوں کو شدید وعید سے نوازا گیا ہے۔[61]

صحابہ کرامؓ اورائمہ سلف صالحین رسول اللہؐ کی سنت کی پیروی کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے مدینہ سے مکہ جانے کا مقام میقات ذوالحلیفہ پر

60۔ سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 42

61۔ الشفاء، ص306

دو رکعت نماز ادا کی، استفسار پر فرمایا"إِنَّما أَفْعَلُ كما رَأَيْتُ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ يَفْعَلُ" میں نے رسول اللہؐ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔[62]۔حضرت علیؓ حج کے موقع پر حج قران کیا تو حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا میں حج قران سے منع کرتا ہوں تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں رسول اللہؐ کے عمل کو کسی کے روکنے سے ترک نہیں کر سکتا۔[63]حضرت ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ چند اہل علم سے یہ بات پہنچی ہے "الاعتصام بالسنة نجاة"سنت پر سختی سے عمل کرنے میں نجات ہے۔[64]
حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ حضور سرور دو عالمؐ اور آپؐ کے اصحاب (خلفاء الراشدین) نے جو کوئی سنت جاری کی تو اس کو اختیار کر لینا کتاب اللہ ہی کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر عمل ہے دین کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔ کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ اس میں ردوبدل کرے یا اس کے مخالف پر غور و فکر سے کام لیا جائے۔[65]

اتباع سنت کی مخالفت موجب سزا

جیسے اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ رسول خداؐ کی اطاعت و اتباع کو اختیار کرے، وہیں پر اسوہ رسول معظمؐ سے موئے انحراف برتنے والوں کے لئے عذاب و عقاب کو بھی

---

[62]۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر 692

[63]۔ سنن نسائی، حدیث نمبر 2722

[64]۔ حلیۃ الاولیاء، لابی نعیم اصبہانی، 3/369

[65]۔ مناہل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، علامہ جلال الدین سیوطی، ص 178

بیان کیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ " فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ "[66] پس ڈرنا چاہیے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں رسول اکرمؐ کے فرمان کی اس سے پہلے انہیں کوئی مصیبت لاحق ہو یا تکلیف دہ عذاب پہنچے۔ حضرت ابورافعؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "خبردار تم میں سے کسی کو وہ شخص فتنہ میں نہ ڈالے جو بستر پر ٹیک لگائے ہوئے ہے (بوجہ معذوری) اس کے پاس میرا حکم آئے جس کو میں نے حکم کیا ہو یا باز رہنے کا حکم دیا ہو تو وہ اس پر کہنے لگے کہ میں نہیں جانتا ہم نے کتاب اللہ میں نہیں پایا کہ ہم اس کی اتباع کریں"[67]۔ حضرت مقدامؓ کی روایت میں اضافہ ہے کہ "أَلَا إِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ"[68] خبردار بلاشبہ رسول اللہؐ نے حرام فرمایا، وہ اللہ کے حرام کرنے کی طرح ہی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس چیز کو ہر گز نہیں چھوڑوں گا جس پر رسول للہؐ عمل کرتے رہے ہیں مگر یہ کہ میں اس پر عمل کرو۔ اس لئے کہ ڈرتا ہوں اگر میں نے آپؐ کے کسی حکم کو چھوڑا تو یقیناً گمراہ ہو جاؤں گا۔[69] آپؐ کا یہ

---

[66]۔ القرآن، سورۃ النور: 24/ 63

[67]۔ سنن ابو داؤد، حدیث نمبر 4605

[68]۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر 2664

[69]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 3094

بھی فرمان ہے کہ جو لوگ کلام میں مبالغہ آمیزی اور طعنہ زنی سے کام لیتے ہیں وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔[70]

محبت رسولؐ

ملت اسلامیہ کے نونہالوں کو اس امر سے مطلع کرنے کی ضرورت ہے کہ ہادی عالم ﷺ کی ذات اقدس سے محبت و وارفتگی کا ہمہ تن اظہار کرنا ضروری وواجب ہے ،اس کے بغیر ایمان بھی مکمل نہیں ہوتا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے "قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ"[71] اس آیت کریمہ کے ذریعہ سے یہ امر متحقق ہوتا ہے کہ آپؐ سے محبت کی جائے اور مسلمانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ کے بعد آپؐ سے ہی سب سے زیادہ محبت و عقیدت کا اظہار کیا جانا چاہیے ۔اسی بنا پر تو مذمت بیان کی گئی ہے ان لوگوں کی جو مال و اولاد کی محبت کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔[72]

---

[70]۔ سنن ابو داؤد، حدیث نمبر 3029

[71]۔ القرآن، سورۃ التوبہ: 9/24

[72]۔ الشفاء، ص316

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تین اشخاص کو ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے ایک وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے ان کے علاوہ سے زیادہ محبت کرے، دوسرا وہ جو اللہ کی رضا کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرا وہ شخص جو کفر پر لوٹنے سے ایسے خوفزدہ ہو جیسے آگ سے ڈرا جاتا ہے۔[73] حضرت عمر فاروقؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول خداؐ سے عرض کیا کہ آپؐ میرے نزدیک سوائے میری اپنی جان کے سب سے زیادہ مجھے محبوب ہیں۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ سے اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرے۔ اس وقت سیدنا فاروق اعظمؓ نے عرض کیا ذات باری تعالیٰ کی قسم جس نے آپؐ پر قرآن کو نازل فرمایا آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اب تمہارا ایمان مکمل ہو گیا ہے۔[74]

محبوب خداؐ سے محبت کا ثمرہ یہ ہے کہ حضرت صفوان بن قدامہؓ فرماتے ہیں میں نے نبی مکرمؐ کی طرف ہجرت کی پھر میں آپؐ کی بارگاہ اقدس میں پیش ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ اپنا دست مبارک آگے بڑھایئے میں آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے دست مبارک بڑھایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپؐ کو محبوب رکھتا ہوں، اس پر نبی رحمتؐ نے فرمایا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"[75] اسی طرح

---

[73]۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر 43

[74]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 6632

[75]۔ متفق علیہ

حضرت انسؓ کی روایت بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ [76]

صحابہ کرامؓ وسلف صالحینؒ کا اظہار محبت

ابو اسحاقؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری عورت کا باپ، بھائی اور شوہر غزوہ احد میں رسول اللہؐ کی معیت میں شریک ہوئے اور راہ خدا میں کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہوگئے، اس وقت اس عورت نے اپنے باپ، بھائی اور خاوند سے متعلق استفسار کرنے کی بجائے آپؐ کی خیریت دریافت کی۔ صحابہ کرام نے ان کو بتایا بحمدہ تعالیٰ آپؐ خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا میں آپؐ کا دیدار کرنا چاہتی ہوں، زیارت مصطفیٰ ﷺ کے بعد وہ عورت کہنے لگی کہ آپؐ کی سلامتی کے بعد باپ، بھائی اور خاوند کے قربان ہونے پر کوئی غم نہیں۔ [77]

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے معلوم کیا گیا کہ رسول اللہؐ سے محبت کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا: اللہ کی قسم مجھے اپنے مال، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے زیادہ آپؐ محبوب ہیں۔ [78] حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے بعد ان کے پاس ٹھہرے اور ان کے لئے استغفار کی اور

---

[76]۔ الاصبہانی فی الترغیب کمافی مناہل الصفاء، 182

[77]۔ دلائل النبوۃ، ابو بکر البیہقی، ص: 3/302

[78]۔ مناہل الصفاء، 183

کہا کہ خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ تم بڑے روزہ دار، شب بیدار اور اللہ اور اس کے رسول ؐ سے محبت رکھنے والے تھے۔[79]

قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی بھی ایمان والے کے لئے یہ روا نہیں کہ وہ کلمہ اسلام بھی پڑھے اور قیامت کے واقع ہونے پر بھی ایمان رکھے لیکن وہ اس شخص سے محبت کا دم بھرے جو اللہ اور اس کے محبوبؐ کی نافرمانی و مخالفت کرتا ہو۔" لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ "[80] ترجمہ "تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور یوم آخرت پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی"

حضرت سہل بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم سے محبت کی جائے، اور قرآن سے محبت کا تقاضا ہے کہ نبی مکرمؐ سے محبت کا دم بھرا جائے اور آپؐ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ آپؐ کی سنت سے محبت کی جائے اور آپؐ کی سنت سے محبت کا مظہر یہ ہے کہ آخرت سے محبت ہو اور آخرت سے محبت کرنے کی نشانی یہ ہے کہ دنیا سے بغض رکھے اور دنیا سے بغض کا تقاضا یہ ہے کہ قوت لایموت اور توشہ آخرت کے سوا کچھ بھی جمع نہ کیا جائے کہ آخرت میں فلاح و نجات سے ہمکنار ہو جائے[81]۔

---

[79]۔ الشفاء، ص319

[80]۔ القرآن، سورۃ المجادلہ:58/22

[81]۔ الشفاء، ص323

خیر خواہی

ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کو اس بات ست آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ بہر صورت زندگی میں اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبرؐ سے محبت و خیر خواہی کے جذبہ سے سرشار رہنا ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ " وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ "[82] ترجمہ: ان لوگوں پر کچھ حرج نہیں جو وہ مال خرچ کریں اور وہ مخلص ہوں اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ،نیک لوگوں پر کچھ بھی الزام نہیں۔اس آیت سے متعلق مفسرین فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور رسول اللہؐ سے ظاہر و پوشیدہ ہر اعتبار سے خیر خواہی کرتے ہوئے مسلمان بنا جائے۔اسی سے متعلق حضرت تمیم داریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "بے شک دین ایک خیر خواہی ہے،بلاشبہ دین خیر خواہی ہے،یقیناً دین خیر خواہی ہے۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کس کے لئے ؟ فرمایا اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی واجب ہے۔"[83] پس اللہ کی خیر خواہی یہ ہے کہ اس کے ساتھ صحیح عقیدہ رکھا جائے اس کو واحد و یکتا تسلیم کیا جائے اور اس کی حمد و ثنا بیان کی جائے جس کا وہ حقدار ہے اور ان باتوں سے اجتناب کیا جائے جو اس پر جائز نہیں۔رب تعالیٰ سے محبت کرنے والوں سے قربت اور خدا کے دشمنوں سے دوری اختیار کی جائے اور اس کی عبادت مخلص

---

[82]۔القرآن،سورۃ التوبہ:9/91

[83]۔ صحیح مسلم،حدیث نمبر55

و یکسو ہو کر کی جائے۔ قرآن کریم سے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا جائے اور اس کی تلاوت اچھی طرح سے کی جائے۔ اس کے نزدیک عاجزی کرے، سرکش غالیوں کی تاویلات و ملحدین کے الزامات کا رد پیش کرے۔ اور رسول خداؐ سے خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی جائے اور جو کچھ آپؐ فرمائیں اس کو اختیار اور جس سے روکیں تو اس سے رک جانا چاہیئے۔ ابو سلیمان کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ نے کہا ہے کہ آپؐ کی حیات ظاہری اور وفات طبعی میں ہمیشہ آپؐ کی معاونت و نصرت اور حمایت کی جائے اور آپؐ کی سنت کا احیاء کرنے کے ساتھ مخالفین سنت کا رد کیا جائے اور سنت کی اشاعت کرے اور آپؐ کے اخلاق کریمہ، سیرت جمیلہ کے موافق اپنے اخلاق بنائے۔(84)

تعظیم و توقیر

محبوب خداؐ پر ایمان لانے، آپؐ کی اطاعت و اتباع کرنے، آپؐ سے محبت کرنے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ آپؐ کی تعظیم و توقیر بھی کی جائے۔ رسول خداؐ کی عزت و عظمت اور تعظیم و توقیر آپؐ کی حیات اور بعد از وفات، آپؐ سے منسوب و مربوط شخصیات (اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات، صحابہ کرام وغیرہ)، علاقے (مکہ و مدینہ اور طائف وغیرہ) اور مقدس مقامات (مسجد قبا، مسجد نبوی، مسجد قبلتین، بدر، احد وغیرہ) سب کا احترام کرنا لازم و ضروری ہے۔ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے " لَا

84۔ الشفاء، ص327

تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا [85]"ترجمہ: رسول اللہؐ کو اس انداز سے نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اور ارشاد رب تعالیٰ ہے " یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ "[86]ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آواز کو رسول اللہؐ کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ ہی اس طرح بات کرو ان سے جیسے تم آپس میں بات کرتے ہو مبادا ایسا ہو جائے کہ تمہارے اعمال غارت ہو جائیں اور تم اس کا شعور بھی نہ رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی تعظیم و توقیر رسولؐ کا حکم بھی ارشاد فرمایا "لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ "[87]

ابو محمد مکیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے احکامات کے مطابق آپؐ سے بات میں پہل نہ کی جائے، رسول اللہؐ سے ہم کلام ہوتے ہوئے عزت و وقار کے ساتھ آپؐ کو متوجہ کیا جائے، آپؐ کو ایسے القابات سے بلایا جائے جن کو آپؐ پسند فرماتے ہوں مثلاً صلی اللہ علیک وسلم یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ آپؐ کو پست آواز سے پکارتے تھے ارشاد خداوندی ہے "اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ "[88]

---

[85]۔ القرآن، سورۃ النور: 24/63

[86]۔ القرآن، سورۃ الحجرات: 49/2

[87]۔ القرآن، سورۃ الفتح: 48/9

[88]۔ القرآن، سورۃ الحجرات: 49/3

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ مہاجرین و انصار کے پاس تشریف لاتے تو تمام صحابہ دم بخود ساکت ہو کر بیٹھ جاتے، ما سوائے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے کوئی بھی آپؐ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا۔ دونوں اصحاب اور رسول خداؐ باہم ایک دوسرے کو دیکھ کر متبسم ہوتے۔[89] حضرت اسامہ بن شریکؓ فرماتے ہیں صحابہ کرام آنحضرت کی مجلس میں اس قدر دلجمعی سے بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔[90]

حضرت امام مالکؒ سے عباسی خلیفہ ابو جعفر مسجد نبوی میں مناظرہ کرنے لگا تو امام صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسجد نبوی ہے اور ارشاد خداوندی ہے " اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ "[91] ترجمہ: بیشک وہ لوگ جو پردوں کے پیچھے سے رسول اللہؐ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔ اس لئے یہاں ہم بلند آواز سے بات نہیں کرتے اس پر ابو جعفر خاموش ہو گیا۔

آپؐ کی عزت و عظمت اور توقیر کی وجہ سے صحابہ و سلف صالحین پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی کہ وہ احترام و ادب میں بات کرتے ہوئے رونا شروع کر دیتے تھے۔ عبد الرحمن بن قاسم جب ذکر نبیؐ فرماتے تو ان کے چہرے کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا گویا ان پر خون نچوڑ دیا گیا ہوں اور حضورؐ کے تصور سے ہی ہیبت و جلال طاری ہو جاتا اور

---

[89]۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر 3668

[90]۔ سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1549

[91]۔ القرآن، سورۃ الحجرات: 4/49

ان کا منہ اور زبان خشک ہو جاتی تھی۔ عامر بن عبد اللہ بن زبیر کے پاس آیا کرتے جب کبھی وہ آتے تو یاد رسول اللہ ؐ سے وہ اتنا روتے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو خشک ہو جاتے تھے۔ محمد بن منذر کو دیکھا گیا کہ وہ قاریوں کے سردار تھے مگر جب کبھی ان سے حدیث نبوی ؐ سے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ اتنا روتے کہ ان پر رحم آنے لگ جاتا تھا۔ (92)

حضورؐ کے ذکر و احادیث کے بیان کے وقت بھی ائمہ سلف صالحین بہت احتیاط و ادب کا مظاہرہ فرماتے تھے کہ مبادا کہیں بے توقیری سرزد نہ ہو جائے چنانچہ حضرت ضرارہ بن مرہ کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک بلا وضو حدیث رسول ؐ کی قرأت کرنا مکروہ ہے۔ اس طرح حضرت قتادہؓ سے مروی ہے اور حضرت اعمشؒ جب بھی حدیث بیان کرتے وضو کر لیا کرتے اور اگر بے وضو ہوتے تو تیمم کر لیتے تھے اور حضرت قتادہ کا بھی یہ حال تھا کہ وہ بلا وضو رسول اللہ ؐ کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک کے پاس تھا اور آپ حدیث کا درس دے رہے تھے اس حال میں آپ کو سولہ مرتبہ بچھونے کاٹا، شدت تکلیف و الم سے آپؒ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوا مگر درس حدیث رسول ؐ کو منقطع نہیں کیا۔ (93)

---

[92] ۔ الشفاء، ص 335

[93] ۔ الشفاء، ص 337

محبت اہل بیت

سرور کونین ﷺ کی عزت و تکریم کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ آپؐ کے اہل و عیال، آپؐ کے اصحاب اور آپؐ سے منسوب مقامات کی تعظیم و توقیر بھی کی جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے" اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا "[94] ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے دور کر دے ان سے پلیدی کو اور مکمل طور پر پاک کر دے ان کو۔ اسی طرح قرآن کریم میں حضورؐ کی ازواج سے متعلق ارشاد رب العزت ہے " وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ "[95] رسول اللہؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں یعنی ان کا احترام اور ان کی عزت و تعظیم اس طور پر کی جائے کہ وہ مرتبہ ماں پر فائز ہو چکی ہیں۔ گویا ان کی راحت و آسانی کا انتظام کرنا ہو گا اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ یہ تین مرتبہ بیان فرمایا اس سے مراد ہے کہ اہل بیت کی تعظیم و توقیر کی جائے۔[96] اہل بیت میں آپؐ کی ازواج مطہرات اور آپؐ کی اولاد اور آپؐ کے عزیز و اقارب میں سے جو مسلمان ہوئے وہ سبھی شامل ہیں۔

---

[94]۔ القرآن، سورۃ الاحزاب: 33/33

[95]۔ القرآن، سورۃ الاحزاب: 33/6

[96]۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر 2408

رسول اللہؐ نے متعدد احادیث میں حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہ، حضرت علیؓ، حضرات حسنین کریمین اور حضرت عباس و دیگر کے متعلق فرمایا ہے کہ اے اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ، اور رسول اللہؐ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ان کو کسی بھی طرح کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ حضرت امیر معاویہؓ کابس بن ربیعہؓ کا اکرام و احترام اس لئے فرماتے تھے کہ وہ رسول اللہؐ سے مشابہت رکھتے تھے۔ اسی کے باعث مرغاب کا علاقہ بھی ان کو عنایت کیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ جو رسول اللہؐ کی دائی تھیں، ان کی عزت و تعظیم حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ اسی طرح فرماتے تھے جیسے کہ رسول اللہؐ ان کا اکرام کرتے تھے۔ (97)

صحابہ کرام کی تعظیم

حضور نبی مکرمؐ کی تعظیم و تکریم کا مظہر یہ بھی ہے کہ آپؐ کے اصحاب کی عزت و تعظیم کی جائے اس سلسلہ میں قرآن کریم میں متعدد آیات ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت کرنے والوں سے اللہ راضی ہو گیا ہے "لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ "(98) اور مہاجرین و انصار کے پہلے آنے والے اور بعد میں آنے والوں اور ان کی پیروی کرنے والوں سے بھی رضامندی کا خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا "وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

97۔ الشفاء، ص 339-342

98۔ القرآن، سورۃ الفتح: 18/48

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ "[99] رسول اللہؐ کا فرمان جلی سیدنا حذیفہؓ سے روایت ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے ابو بکر و عمر رضوان اللہ عنہم اجمعین کی اقتداء و پیروی کرنا۔[100] حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے سارے جہان کے لوگوں پر انبیاء و مرسلین کے علاوہ میرے صحابہ کو فضیلت بخشی ہے۔ پھر ان میں سے میرے لیے چار صحابہ کو منتخب فرمایا۔ وہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ عنہم اجمعین ہیں یہ میرے صحابہ میں سے سب سے بہتر ہیں جبکہ باقی صحابہ بھی بہترین ہیں۔[101]

مقدس مقامات

آقائے دو عالمؐ کی ذات اقدس ہی کی طرح آپؐ سے منسوب جگہوں اور مقامات کا بھی سلف صالحین حفاظت و تعظیم کیا کرتے تھے۔ حضرت صفیہ بنت نجد کے بقول ابو مخدورہؓ کے سر کے بال آگے کی طرف سے بہت بڑے تھے کہ زمین پر بیٹھتے تو لٹک جاتے تھے ان سے کہا گیا کہ سر کے آگے والے حصہ کے بال ترشوالیں تو انہوں نے فرمایا ہر گز نہیں، ان پر رسول اللہؐ کا ہاتھ مبارک مس ہوا ہے میں ان کو نہیں کٹوا سکتا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپؐ کے موئے مبارک کو اپنی ٹوپی میں محفوظ

---

[99]۔ القرآن، سورۃ التوبہ: 9/100

[100]۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر 3662

[101]۔ مجمع الزوائد، علی بن ابی بکر الہیثمی، ص: 10/16

کرر کھا تھا۔ ابو عبد الرحمٰن سلمی احمد بن فضلویہ زاہد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غزوات میں تیر انداز تھے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کمان کو کبھی بغیر وضو کے نہیں چھوا کہ اس کو رسول اللہؐ نے اپنے دست مبارک میں لیا تھا۔ ابو الفضل جوہری سے روایت ہے کہ جب وہ زیارت کے لئے مدینہ منورہ جاتے تو آبادی شروع ہونے سے قبل سواری سے اترتے اور روتے ہوئے پیدل چل پڑتے۔ (102)

حضرت قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ ان مقامات مقدسہ کی بھی تعظیم لازم ہے جہاں وحی، قرآنی آیات، اور حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ اترتے تھے۔ وہ میدان بھی قابل تعظیم ہیں جہاں پر صدائے تسبیح و تحمید بلند ہوئی، اور وہ مقامات بھی جہاں پر رسول اللہؐ کا گزر ہوا اور آپؐ نے تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دیا، وہ مساجد جن میں رسول اللہؐ درس دیتے رہے الغرض جہاں جہاں پر رسول اللہؐ کے پائے مبارک کے نشانات ثبت ہوئے سبھی کا احترام کرنا مسلم نوجوانوں پر لازم ہے۔ (103)

فضائل صلاۃ وسلام

اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں حکم دیا ہے کہ اللہ رب العزت اور فرشتے محبوب خداؐ پر درود بھیجتے ہیں، ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ بھی آپؐ کی ذات بابرکات پر درود و سلام پیش کریں۔ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

[102]۔ الشفاء، ص346

[103]۔ الشفاء، ص348

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"[104]۔اس آیت کریمہ سے اس امر کا ثبوت ملتاہے کہ رسول اللہؐ کی ذات اقدس پر درود و سلام کے تحفے پیش کرنا ہر کلمہ گو پر فرض کر دیا گیاہے۔حضرت قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے خود بھی حکم دیاہے کہ مجھ پر درود پڑھا کرو اور حدیث میں اس کے لئے لفظ صلٰوۃ و برکت میں فرق کیا گیاہے۔لہذا یہ دلیل اس امر کی ہے کہ دونوں لفظوں کے جداگانہ معنٰی ہیں۔رہی یہ بات کہ اللہ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایاہے وہ آپؐ پر سلام بھیجیں تو اس بارے میں قاضی ابو بکر بن بکیرؒ کا قول یہ ہے کہ حضورؐ پر اس آیت کریمہ کے نازل فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے آپ کے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ آپؐ پر سلام پیش کیا کریں۔اسی طرح صحابہ کے بعد والوں کو حکم بھی دیا گیا کہ وہ بوقت حاضری روضہ انور اور بوقت ذکر رسولؐ آپؐ پر درود و سلام پیش کریں۔[105]

ابو جعفرؒ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ دعا اور نماز آسمان و زمین کے مابین معلق رہتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت اس وقت تک نہیں حاصل ہوتی جب تک رسول اللہؐ پر درود

---

[104]۔القرآن، سورۃ الاحزاب:33/56

[105]۔الشفاء، ص350

نہ پڑھ لیا جائے۔[106] رسول اللہؐ کا یہ بھی فرمان ہے کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔[107]

رسول اللہؐ پر درود شریف پڑھنا یہ آپؐ کا ہر مسلمان پر بنیادی حق ہے اور پھر اس کے ثمرات بھی لاتعد و لاتحصیٰ ہیں کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف کرکے اس کے دس درجے بلند فرمائے گا اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔[108]

ایک موقع پر حضور نبی رحمتؐ نے منبر پر قدم رکھا فرمایا آمین، اور دوسری سیڑھی پر قدم رکھا پھر فرمایا آمین اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھا پھر فرمایا آمین۔ حضرت معاذؓ کے دریافت کرنے پر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جبرائیل امینؑ تشریف لائے تھے اور انہوں نے کہا کہ جب آپؐ کا ذکر جمیل ہو اور کوئی شخص آپؐ پر درود نہ پڑھے اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا اور اپنی رحمت سے دور کردے گا اور مجھے کہا کہ آپ فرمائیں آمین، اور کہا جس نے رمضان المبارک پایا اور اس نے اس سے کچھ حصہ نہ لیا اور مر گیا وہ بھی جہنم میں جائے گا اسی طرح فرمایا جس کسی نے والدین میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی

---

[106]۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر 486

[107]۔ سنن ترمذی، حدیث نمبر 3545

[108]۔ صحیح الجامع، امام ناصر الدین البانی، 6359

حالت میں پایااور ان کی خدمت نہ کی اور وہ مر گیاتو وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ مجھ سے کہا آپ کہیں آمین۔(109)

سید عالمؐ کی خصوصیت یہ کہ امت میں سے جو کوئی بھی آپؐ پر درود پڑھتاہے وہ درود آپؐ کے حضور میں پیش کیا جاتاہے۔ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایاجو کوئی مجھ پر درود پڑھتاہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر روح کو واپس کرتاہے پھر میں اس کے سلام کا جواب دیتاہوں۔(110) حضرت اوسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتاہے۔(111) حضرت ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت کی اور کہا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو میری قبر انور پر درود و سلام پڑھتاہے میں اس کو خود سنتاہوں اور جو دور سے درود بھیجتاہے وہ فرشتوں کے ذریعہ مجھ تک پہنچا دیا جاتاہے۔(112)

---

[109]۔ صحیح ابن حبان، محمد تمیمی ابن حبان، ص:1/ 420

[110]۔ سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2041

[111]۔ سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 1047

[112]۔ شعب الایمان، محمد بن ابوبکر البیہقی، حدیث نمبر 1481

روضہ رسولؐ کی زیارت

حضورؐ کے امت پر حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ آپؐ کے روضہ اطہر کی زیارت کی جائے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی نے اس ثواب کی نیت سے مدینہ منورہ میں میری زیارت کی تو وہ میری پناہ میں ہو گا اور قیامت کے روز میں اس کا سفارشی ہونگا۔(113) امام مالکؒ ابن وہب کی روایت میں فرماتے ہیں کہ سلام عرض کرنے والا کہے "السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته" اور مبسوط میں فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے لئے بھی صلوۃ سے پڑھ کر دعا مانگے۔(114)

امام مالک نے ابن وہب سے یہ بھی روایت فرمایا کہ جب نبی مکرمؐ کے روضہ اقدس پر حاضری دو تو سلام عرض کرو اور دعا مانگو تو قبر شریف کے سامنے آپؐ کے چہرہ انور کے مواجہ کی جگہ کھڑا ہو قبلہ کی طرف کھڑا نہ اور قریب ہو کر سلام عرض کرو اور آپؐ کی قبر مبارک کو اپنے گنہگار ہاتھوں سے ہر گز مت چھوؤ کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ امام مالکؒ نے موطا میں فرمایا ہے کہ نبی اکرمؐ کو سلام عرض کرے جب مدینہ منورہ میں داخل ہو یا مدینہ سے نکل جائے یا وہاں رہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا جب مدینہ سے باہر نکلنے کا قصد ہو تو سب سے آخر میں مواجہ شریف میں کھڑا ہو۔(115)

---

[113] ۔شعب الایمان، للبیہقی، 4157

[114] ۔الشفاء، ص370

[115] ۔الشفاء، ص372

آدابِ مسجد نبویؐ

مسجد نبویؐ کی فضیلت و آداب کا لحاظ و پاس رکھنا ہر زائر پر لازم ہے سوئے اتفاق ہے کہ بہت سے عمرہ و حج کرنے والے زائرین خانہ خدا بیت اللہ پر حاضری کے وقت حجر اسود کو بوسہ دینے کی خاطر دھکم پیل سے کام لیتے ہیں اور اسی طرح مسجد نبوی شریف کی زیارت کے وقت ریاض الجنۃ میں نوافل کی ادائیگی کے لئے لڑ جھگڑ کر پیش قدمی کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ سب ادب کے خلاف ہے۔ خطرہ یہ ہے ایسے افعال کے مرتکبین کے اعمال اکارت ہو جائیں گے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ"[(116)]

ترجمہ:"البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ کھڑے ہوں اس میں"۔ نبی اکرمؐ سے استفسار کیا گیا کہ یہ کون سی مسجد ہے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری مسجد ہے یہ قول حضرت سعید بن المسیب، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر اور مالک بن انس وغیرہ کا ہے۔ (صحیح مسلم) جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے مراد مسجد قبا ہے۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ وہ حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے سفر کا قصد نہ کرو۔ ایک مسجد حرام، دوسری مسجد نبوی اور تیسری مسجد اقصیٰ ہے۔[(117)] امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطابؓ نے مسجد نبوی

---

[116]۔ القرآن، سورۃ التوبہ: 9/108

[117]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 1189

میں کسی کی آواز سنی تو بولنے والے کو بلایا اور پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟اس نے کہا بنو ثقیف سے ہوں، فرمایا کہ اگر تم مکہ و مدینہ کی بستی کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا بلاشبہ ہماری ان مسجدوں میں آواز بلند کرنے کا حکم نہیں۔(118)

ریاض الجنۃ

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے حجرہ شریف اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔(119) "**روضة من رياض الجنة**" میں دو معنی کا احتمال ہے ایک یہ کہ وہ دخول جنت کو واجب کرتا ہے اور یہ کہ اس جگہ دعا مانگنا، نماز پڑھنا، ثواب کا مستحق کر دیتا ہے جو مروی ہے کہ "جنت دو تلواروں کے سایہ میں ہے" دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ بعینہٖ یہ بقعہ طاہرہ (ریاض الجنۃ) کو جنت میں منتقل فرمادے گا، حضرت ابن عمرؓ اور ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے مدینہ منورہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص مدینہ کی سختیوں پر صبر کرے گا میں اس کا بروز قیامت شفیع ہوں گا اور حضورؐ نے اس شخص کے بارے فرمایا جو مدینہ سے چلا گیا تھا کہ وہ حقیقت مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔ اگر انہیں معلوم ہوتا۔ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل و گند کو جلا دیتی ہے اور طیب و طاہر بنا دیتی ہے اور فرمایا مدینہ سے کوئی خوشی و رغبت سے نہیں نکلے گا لیکن اللہ اس سے بہتر شخص کو وہاں لے آئے گا اور حضورؐ سے مروی ہے کہ جو شخص دونوں حرم میں سے کسی ایک میں حج یا عمرہ کے سفر کے دوران وفات پا گیا تو

---

[118]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 470

[119]۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر 1196

اللہ تعالیٰ یوم آخرت میں بغیر حساب و کتاب کے اٹھائے گا۔ دوسری سند سے ہے کہ وہ شخص بروز قیامت مامون لوگوں میں شمار کیا جائے گا۔ (120)

مندرجہ بلا کلام سے یہ امر متحقق ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ؐ کی ذات اقدس اور اس سے مرتبط و منسلک چیزوں سے محبت و عقیدت تعظیم و تکریم انسان کی دائمی و ابدی کامیابی کی ضمانت میں شمار ہوں گے۔

---

[120]۔ صحیح مسلم، حدیث نمبر 1206

خلاصہ کلام

کتاب ہذا اسکول، کالج اور جامعات میں حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و اشاعت قاضی عیاض مالکیؒ کی کتاب کی روشنی میں تجزیاتی طور پر مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تین مباحث پر بات کی گئی ہے مبحث اول میں مطالعہ سیرت کی ضرورت و اہمیت پر کلام کیا گیا ہے جس میں بحیثیت مسلم ایک فرد کے لئے کیوں ضروری ہے کہ وہ سیرت کا مطالعہ کرے اور سیرت مطالعہ کی ضرورت و اہمیت کیونکر اجاگر کی جاتی ہے اور سیرت کا مطالعہ کرنے کے انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر کیا ثمرات مرتب ہوتے ہیں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی۔

مبحث دوم میں سکول و کالج اور جامعات میں سیرت النبی ﷺ اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم و اشاعت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے ملک بھر کے تمام تعلیمی بورڈز میں کلاس ایک سے جامعات تک کے طلبہ کو سیرت النبی ﷺ سے مطلع و آگاہ رکھنے کے لئے نیا نصاب ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ امر نہایت خوش آئند ہے کہ مسلم نونہالوں کے قلوب و اذہان میں لاشعوری سے شعور تک کے تمام مراحل میں سیرت النبی ﷺ سے محبت اجاگر ہونے کا پیش خیمہ بنے گا۔ تاہم سیرت النبی ﷺ کی تعلیم دینے والے اساتذہ کرام شعبہ اسلامیات کے ماہر اور عامل شریعت ہونا ضروری ہے اس کے ساتھ یہ سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوانوں کو حقوق مصطفیٰ ﷺ سے مطلع اور آگاہ کیا جانا چاہیے۔

مبحث سوم میں قاضی عیاض مالکیؒ کی کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں ملت اسلامیہ کے عام و خواص پر سید دوعالم ﷺ کے واجب حقوق کا بیان درج کیا گیا ہے کہ آقائے دوعالم ﷺ کی ذات اقدس پر ایمان لانا ،آپؐ کی اطاعت و اتباع کرنا اور آپؐ سے محبت کرنا، آپؐ اور آپؐ سے مرتبط و متعلق شخصیات(صحابہ کرامؓ،اہل بیت اطہارؓ،ازواج النبیؐ) و مقامات (مکہ و مدینہ اور طائف، مسجد نبویؐ، مسجد قبا، بدر واحد وغیرہ) کا احترام کرنا اور آپؐ پر درود و سلام کے تحائف پیش کرنا اور آپؐ کے روضہ اطہر اور مسجد نبوی میں حاضر ہونا وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ اور آخر میں خلاصہ و نتائج اور سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

نتائج وسفارشات

کتاب ہذا کی تیاری کے سبب حسب ذیل امور کی اہمیت اجاگر ہوئی کہ

1۔رسول اللہؐ کی سیرت و سنت کے مطالعہ کی مسلم وغیر مسلم سبھی کو ضرورت ہے۔

2۔ رسول اللہؐ نے ظلمت و تاریکی میں ڈوبے معاشرے کو نور ہدایت سے منور فرمایا۔

3۔ حکومت پاکستان کا حضور سرور کونینؐ کی سیرت کے مطالعہ کا اہتمام خوش آئند ہے۔

4۔ سکول و کالج اور جامعات کے طلبہ کو حقوق مصطفیٰ ﷺ سے متعارف کرانے کی اشد ضرورت ہے۔

5۔ہادی عالمؐ کی ذات پر ایمان لانا، اطاعت و اتباع، محبت، تعظیم و تکریم اور توقیر کرنا ہر فرد مسلم پر واجب ہے۔

6۔ سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں شعبہ اسلامیات کے ماہرین کو تعلیم سیرت پر مامور کیا جائے۔

7۔ سیرت النبیؐ اور حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کے اساتذہ عامل شریعت ہوں۔

8۔ حقوق مصطفیٰ ﷺ کی اہمیت طلبہ و طالبات کے قلوب اذہان میں موجزن کرنے کے لئے قاضی عیاضؒ کی کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ" کی جلد دوم کی قسم دوم کو سبقاً سبقاً پڑھایا جائے۔

9۔ سیرت النبیؐ اور سیرت صحابہ و اہل بیت کے مطالعہ کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

مصادر ومراجع

القرآن الکریم

الاحادیث النبویہ

1. اسلامیات اختیاری نہم / دہم، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ2014ء
2. اسلامیات لازمی برائے جماعت نہم دہم، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور
3. اسلامیات لازمی برائے جماعت یازدہم، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ2018ء
4. آفاقی تہذیب و تمدن، اسلامیات اختیاری برائے جماعت یازدہم، قریشی برادرز پبلشرز، لاہور2012ء
5. حلیۃ الاولیاء، لابی نعیم اصبہانی
6. دلائل النبوۃ، ابو بکر البیہقی
7. سیرت رسول اکرمؐ، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی
8. الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ابوالفضل قاضی عیاض مالکی، 2013ء

9. صحیح الجامع، علامہ ناصر الدین البانی

10. مجمع الزوائد، علی بن ابی بکر ہیثمی

11. محمد طیب، مجلہ اسوہ حسنہ

12. مناہل الصفاء فی تخریج احادیث الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، امام جلال الدین سیوطی

13. نبی رحمتؐ، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2011ء

14. ویب سائیٹ / انٹرنیٹ

تعارف مصنف

میرا نام عتیق الرحمان بن عبد الحلیم ہے۔ میں جنوبی پنجاب کے پسماندہ علاقہ دریائے سندھ کے مغرب میں واقع ضلع ڈیرہ غازیخان کے پہاڑی علاقہ کوہ سلیمان کی آغوش چوٹی بالا میں سن 1987ء کو پیدا ہوا۔ میرا بلوچ قوم کے مشہور قبیلہ گورچانی سے تعلق ہے۔ والد صاحب نے اٹامک انرجی میں ملازمت کے باعث ڈیرہ غازیخان شہر کے علاقہ گدائی شمالی میں سکونت اختیار کرلی۔

تعلیم و تربیت

تعلیم کا آغاز گھر کے قریب مدرسہ جامعہ فاروقیہ میں حفظ قرآن کریم سے کیا بعد ازاں درس نظامی کی تعلیم جامعہ امدادیہ فیصل آباد۔ جامعہ مجیدیہ ڈیرہ غازیخان۔ جامعہ اختریہ اسلام آباد سے حاصل کرنے کے بعد 2008ء میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں بی ایس اصول الدین میں داخلہ لیا اور 2014 کو کلیہ اصول الدین کے شعبہ سیرت و تاریخ اسلامی سے امتیازی نمبروں سے امتحان پاس کیا۔ بی ایس کی سند کے حصول کیلئے **"الاصلاح الاسلامی للعصر الجاہلی من خلال کتابات ابی الحسن الندوی"** کے موضوع پر عربی زبان میں تحقیقی مقالہ لکھا۔ بعد ازاں ایم فل اصول الدین کی سند حاصل کرنے کی خاطر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ہی میں داخلہ لے لیا تھا جہاں سے بوجہ فرقہ پرستی و سرقہ علمی کی نشاندہی کرنے کی پاداش میں بے دخل کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے مال و تعلیم اور وقت کا بہت نقصان ہوا۔ بعد ازاں

وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد میں ایم فل اسلامیات میں داخلہ لیا اور 2022ء کو "**دینی مدارس کے نظام تعلیم کے بارے میں سید ابوالحسن علی ندوی کی فکر**" پر تحقیقی مقالے کا کامیابی سے دفاع کرنے میں کامیاب ہوا جس پر راقم کو ماسٹر آف فلاسفی کی سند جاری کر دی گئی۔

عملی جدوجہد

عملی سرگرمیوں کے ابتدائی دور میں مختلف طلبہ تنظیموں (مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان، تنظیم طلبہ اسلام پاکستان) سے وابستگی رہی جن میں ضلعی و مرکزی ذمہ داریوں پر کام کا موقع میسر آیا تاہم بوجوہ 8 سال کے تنظیمی سفر کو ترک کے خود کو تعلیم و تعلم کے شعبہ سے منسلک کر لیا۔ بی ایس کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد رگار کے سلسلہ میں دعوت فاؤنڈیشن پاکستان میں قریباً پانچ سال تک منتظم تعلیم کی ذمہ داری نبھائی۔۔ ملک میں قومی زبان اردو کے فروغ و نفاذ کرانے کی علمبردار تنظیم تحریک نفاذ اردو پاکستان کا مرکزی سیکرٹری اطلاعات کی ذمہ داری بھی قریباً دو سال تک نبھائی۔ شعبہ صحافت سے وابستگی کی بنا پر روزنامہ نوائے وقت اسلام آباد وروزنامہ میٹرو واچ اسلام آباد۔ ماہنامہ قیام اسلام آباد اور ماہنامہ نقیب طلبہ لاہور میں خدمت سرانجام دینے کے ساتھ ترنول پریس کلب اسلام آباد کا سیکریٹری اطلاعات و سیکریٹری فنانس بھی رہا۔ اسلام آباد و ڈیرہ غازی خان کے مختلف اسکول و کالجز میں تدریس بھی کی۔

جامعہ اصحاب صفہ کا قیام

2019 میں ڈیرہ غازیخان میں جامعہ اصحاب صفہ کے نام سے دینی و عصری تعلیم سے ہم آہنگ اور یکساں نظام تعلیم کا داعی ادارہ قائم کیا۔ یہ ادارہ وحدانی نظام تعلیم فورم کے تحت قائم کیا گیا ہے جس کا منتظم راقم خود ہے۔ جامعہ میں تین سو سے زائد طلبہ و طالبات تعلیم کتاب مبین سے فیضیاب ہو چکے ہیں اورالحمد للہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ تاحال جاری ہے اور جامعہ وزارت تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت حکومت پاکستان سے باضابطہ طور پر منظور ہو چکا۔ ملک میں علوم جدید و قدیم کے مابین توازن و اعتدال سے اکتساب کے سلسلہ کو متعارف کرانے والے جامعۃ الرشید کراچی کے قائم کردہ تعلیمی بورڈ "مجمع العلوم الاسلامیہ پاکستان" سے جامعہ اصحاب صفہ ڈیرہ غازیخان الحاق یافتہ ہے۔ جامعہ میں طلبہ و طالبات کو تعلیم قرآن کریم حفظ و ناظرہ کے ساتھ روز مرہ کے ضروری مسائل و ضروریات دین سے بھی بہرہ مند کیا جاتا ہے۔

اعزازات

2008ء سے راقم تعلیم و تعلم کے ساتھ تصنیف و تالیف اور مضامین نویسی کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔ راقم کے کالم کا نام دیس کی بات ہے ملک کے تمام چھوٹے بڑے جرائد و رسائل میں راقم کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں ۔بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد کے زیر انتظام جامعات کے ایم فل کرنے والے طلبہ کے مابین تحقیقی مقالہ نویسی کے مقابلہ میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد میں منعقدہ قرأت مقابلہ میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

اس کے علاوہ بھی متعدد مقابلہ جات میں حصہ لیااور کامیابی حاصل کی۔ پاکستان کی متعدد جامعات میں تعلیمی و تحقیقی موضوعات پر مقالہ جات پیش کیے جن میں گجرات یونیورسٹی، اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، الکرم انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ بھیرہ سرگودھا اور خواجہ فرید یونیورسٹی رحیم یار خان شامل ہیں۔ ملک کے ششماہی تحقیقی مجلّے الوفاق (وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد) اور البصیرہ (نمل یونیورسٹی اسلام آباد) میں مقالات شائع ہوئے۔

2019ء میں راقم کی پہلی کتاب بعنوان " **نوجوانوں کو درپیش مسائل اور انکا حل**" کی صورت میں شائع انٹرنیٹ پر شائع ہوئی۔ گذشتہ سال دینی مدارس اور اسکول و کالج کے طلبہ و طالبات کو بنیادی معلومات دین اور تاریخ پاکستان ذہن نشین کرانے کیلئے "**تعلیمات اسلام** " کے نام سے سوال وجواب کی صورت میں کتاب منصہ شہود پر آچکی ہے۔ اور اب الحمدللہ تیسری تصنیف "حقوق مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمی اداروں میں تعلیم و اشاعت "طباعت کے مرحلہ سے ہمکنار ہو رہی ہے۔

سفر اسفار

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی کے معاصر افکار سے متعلق منعقدہ کانفرنس علی گڑھ بھارت میں 2013ء منعقد ہوئی، اس میں بنفس نفیس شرکت کی اور " عصری جامعات کے طلبہ کی فکری تربیت " پر مقالہ پیش کیا۔ اور نومبر 2019ء میں اللہ جل شانہ کی توفیق و عنایت سے سفر حرمین شریفین کی حاضری اور عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔

وفاقی وزارت تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت حکومت پاکستان سے منظور شدہ

جامعہ اصحابِ صُفہ ڈیرہ غازی خان (رجسٹرڈ)

زیر انتظام وحدانی نظام تعلیم فورم پاکستان

جامعہ کا قیام ۲۰۱۹ء میں عمل میں آیا، جامعہ ملک کے معروف تعلیمی بورڈ مجمع العلوم الاسلامیہ سے الحاق یافتہ ہے۔جامعہ میں تعلیمی سلسلہ کا آغاز ۲ مئی ۲۰۲۰ء سے ہوا۔ جامعہ سے ۲۰۲۳ء تک ۴۰ سے زائد طلبہ و طالبات ناظر قرآن مکمل کر چکے تھے۔ ایک طلب علم نے حفظ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ جامعہ میں بچوں کی عصری تعلیم کا آغاز کیا جارہا ہے۔ ان شاء اللہ۔

جامعہ میں طلبہ و طالبات کی تعلیم قرآن و سنت کے ساتھ تربیت و اخلاق پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ ایمانیات و عقائد، عبادات اور معاملات زندگانی سے متعلق اسلامی رہنمائی دی جاتی ہے۔ جامعہ میں اس وقت ۱۰۰ سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہو چکے ہیں۔ جامعہ کے ماہانہ اخراجات ۵۰ ہزار روپے جبکہ سالانہ قریباً چھ لاکھ روپے علاوہ تعمیراتی واخراجات کے صرف ہوتے تھے۔

مخیر حضرات سے ماہانہ و سالانہ بنیاد پر زکوٰۃ و صدقات اور عطیات کی مدات میں سے جامعہ ہذا کی سرپرستی و تعاون کی استدعا ہے۔ جزاکم اللہ خیر

مدیر و منتظم: حافظ عتیق الرحمان گورچانی